سوویت یونین کے مسلمان

صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی
ذخیرہ
لاہور پاکستان

شائع کردہ

شعبۂ اطلاعات سفارت خانہ سوویٹ یونین برائے پاکستان - ۴۴/۴ ۳ /ایچ بلاک نمبر ۶
پی۔ای سی۔ ہاؤسنگ سوسائٹی۔ کراچی۔ فون نمبر ۴۴۰۳۴۴

84773

مطبوعہ

سیروز پریس پاکستان چوک کراچی

Marfat.com

ذخیرہ

مندرجات

۱.	عرضِ ناشر	۷
۲.	زار شاہی روس میں مسلمانوں کی حالت	۹
۳.	تاریخی موڑ	۱۵
۴.	مذہب کے متعلق سوویت قوانین	۲۷
۵.	سوویت حکومت کے متعلق مسلمانوں اور مُسلم علماء کا رویّہ	۳۵
۶.	سوویت یونین میں مسلمانوں کی مذہبی زندگی	۴۴
۷.	مسلم مذہبی تنظیموں اور ریاستی اداروں کے درمیان رابطہ	۷۰
۸.	سوویت مشرق کی خوشحال جمہوریتیں	۷۳
۹.	قومی جمہوریتوں کے حقوق کی مزید توسیع	
۱۰	امن کی جدوجہد میں سوویت یونین کے مسلمانوں کا حصّہ	
۱۱	مسلمانوں کی مذہبی تنظیموں کے بین الاقوامی روابط کی توسیع	

Marfat.com

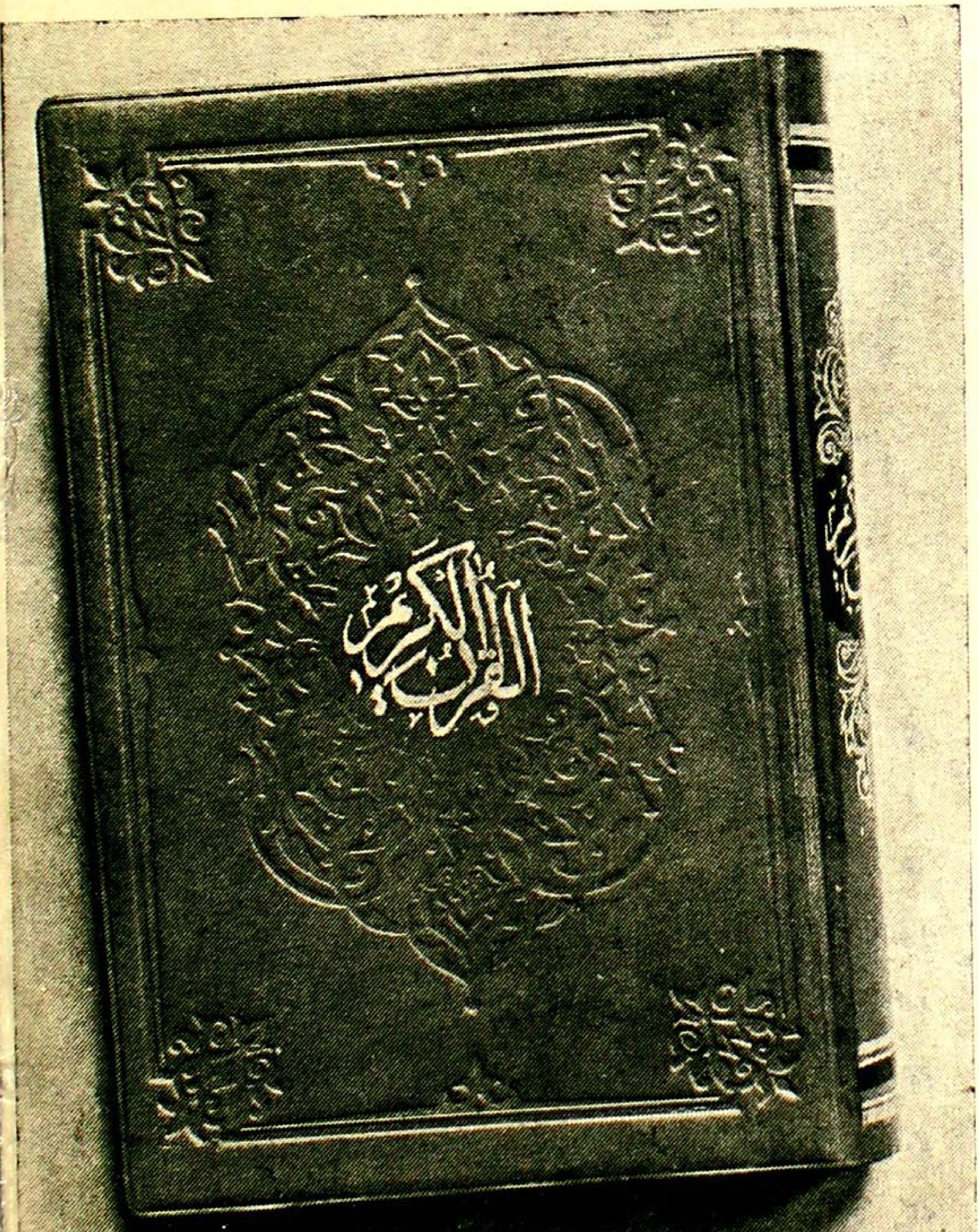

قرآن پاک کے ایک نئے ایڈیشن کا سرورق جو ۱۹۵۶ء میں بمقام تاشکند طبع ہوا

Marfat.com

ذخیرہ

عرضِ ناشر

سوویت یونین میں مذہب اسلام کے پیرو ازبکستان، کرغیزیا، تاجکستان، ترکمانیہ، کزاخستان اور آذربائیجان کی سوویت اشتراکی جمہوریتوں اور داغستان، کاربارینو۔ بلکار، چیچین۔ انگوش، تاتار اور باشکیر کی خود مختار سوویت اشتراکی جمہوریتوں میں رہتے ہیں۔ اِسکے علاوہ شمالی قفقاز، وولگا اور سائبیریا کے علاقوں اور ماورائے قفقاز کی جمہوریتوں میں بھی آباد ہیں۔

اِس کتابچہ میں سوویت یونین کے مسلمانوں کی موجودہ زندگی، اُن کے مادی و ثقافتی حالات اور سوویت یونین میں مذہب اسلام کی حیثیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

اِس کتابچہ کے مصنفین نے تاریخی اعداد و شمار کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا ہے کہ زارشاہی عہد میں مسلمانوں کی کیا حالت تھی اور ان گہری تبدیلیوں کو اُجاگر کیا ہے جو سوویت دورِ اقتدار کے چالیس سال میں رُونما ہوئی ہیں۔

قارئین کی خواہشات کو پورا کرتے ہوئے جن کا اظہار اُن کے لاتعداد مراسلات میں ہوا تھا

Marfat.com

موجودہ ایڈیشن میں سوویت مسلمانوں کی سرگرمیوں کا حال مزید تفصیل کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ اس طرح مصنفین نے بہت سے استفسارات کے جوابات فراہم کر دیئے ہیں۔

اس نئے ایڈیشن میں "قومی جمہوریتوں کے حقوق میں مزید توسیع" اور "مسلمانوں کی مذہبی تنظیموں کے بین الاقوامی روابط میں مزید توسیع" کے زیرِ عنوان دو نئے ابواب کا اضافہ کیا گیا ہے۔ "مسلمانوں کی مذہبی زندگی" والے باب میں کئی حصے بڑھا دیئے گئے ہیں۔ مثلاً "مذہبی تہوار اور رسوم" "مسلمانوں کا مذہبی لٹریچر" "مسلمانوں کی تاریخی عمارات" (مساجد، مدارس اور زیارت گاہیں)۔ "سوویت یونین میں دینی تعلیم کا نظام" والا باب بھی مزید تفصیل کیساتھ پیش کیا جا رہا ہے۔

Marfat.com

زارشاہی روس میں مسلمانوں کی حالت

زارشاہی روس قومی ظلم و تعدّی کا گھر تھا، جس میں تمام غیر روسی قوموں کیساتھ تفریق برتی جاتی تھی۔ عوام اپنے حقوق سے محروم تھے اور جہالت و غربت کی زندگی بسر کرتے تھے۔

جو قومیں سب سے زیادہ مصائب کا شکار ہوئیں وہ زارشاہی روس کے سرحدی علاقوں، خاص طور پر قفقاز، ماورائے قفقاز اور وسطی ایشیا میں بسنے والی قومیں تھیں۔ ان قوموں کے متعلق زارشاہی پالیسی بالکل ویسی ہی تھی جیسی مغربی سامراجی طاقتوں نے اپنی سمندر پار نوآبادیات اور نیم نوآبادیات کے لئے اختیار کر رکھی ہے۔ زاریت نے ہر طریقہ سے سرحدی علاقوں کی صنعتی ترقی کو روکا کیونکہ وہ ان علاقوں کو وسطی روس کی صنعتی پیداوار کے لئے خام اشیاء کا ماخذ قرار دیتی تھی۔

اس پالیسی کا مقصد ان علاقوں کو معاشی طور پر پسماندہ اور یہاں کے لوگوں کو محکوم رکھنا تھا۔ چنانچہ یہ اضلاع کلیتہً زرعی علاقے رہے جہاں جاگیرداری اور زرعی نیم غلامی کے آثار اکتوبر ۱۹۱۷ کے عظیم اشتراکی انقلاب تک باقی رہے۔

Marfat.com

زارشاہی حکومت نے قومی ثقافت کو بھی آگے نہ بڑھنے دیا۔ اِس سلسلہ میں صرف اتنا بتا دینا کافی ہوگا کہ وسطی ایشیا کی ۹۸ - ۹۹ فیصد آبادی ناخواندہ تھی۔ اربابِ حکومت کے قائم کردہ پرائمری "روسی دیسی اسکول" (جن میں صرف روسی زبان اور ریاضی کی تعلیم دی جاتی تھی) محض اِس مقصد سے بنائے گئے تھے کہ وہاں مقامی آبادی کے خوشحال طبقہ میں سے ترجمانوں اور "دیسی" افسروں کی مطلوبہ تعداد کو تربیت دی جا سکے۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے نہ تو سارے وسطی ایشیا میں کوئی اسکول تھا، اور نہ ہی آذربائیجان اور قفقاز میں۔

زارشاہی روس کا سرکاری مذہب آرتھوڈوکس چرچ تھا جس کے مفادات کا تحفظ مطلق العنان رئیس المملکت یعنی زار کرتا تھا۔ دیگر تمام مذاہب کو جن میں اسلام بھی شامل تھا محدود حقوق حاصل تھے اور اُنہیں محض برداشت ہی کیا جاتا تھا۔ اسلام اور دوسرے غیر عیسائی مذاہب کے پیرو سرکاری طور پر "گمراہ" کے لقب سے پکارے جاتے تھے اور مسلم قومیں "غیر ملکی" کہلاتی تھیں۔ اگر کوئی روسی عیسائی اسلام یا کوئی دوسرا مذہب اختیار کرتا تو قانون اُسے سخت ترین سزا کا مستوجب قرار دیتا تھا۔ ۱۹۰۵ء والے روسی انقلاب کے دباؤ سے مجبور ہو کر زارشاہی حکومت اسی سال نام نہاد "مذہبی آزادی" کا اعلان کر چکی تھی، مگر اِس کے باوجود "غیر ملکیوں" یعنی مسلمانوں کو بڑی سختی سے روک دیا گیا تھا کہ وہ "دو غیر مذہب والوں کو دائرۂ اسلام میں لانے کی کوشش نہ کریں"۔ لیکن اِس کے برعکس جب کوئی مسلمان یا غیر مسلم سرکاری عیسائی مذہب اختیار کرنا چاہتا تو اُسکے لئے قانون میں یہ تصریح موجود تھی کہ کوئی شخص کسی صورت میں بھی "اس کی مزاحمت نہیں کرے گا۔

مسلمانوں کے مذہبی اُمور کے دفاتر مُسلم آبادی کے صرف اُنہیں علاقوں میں قائم تھے جنکی زارشاہی حکومت نے منظوری دے رکھی تھی۔ ورنہ ان علاقوں میں جنہیں "سیاسی طور پر مشتبہ" سمجھا جاتا تھا (شمالی قفقاز اور وسطی ایشیا)۔ اِس قسم کا کوئی دفتر قائم نہیں کیا گیا تھا اور مسلمانوں کے

Marfat.com

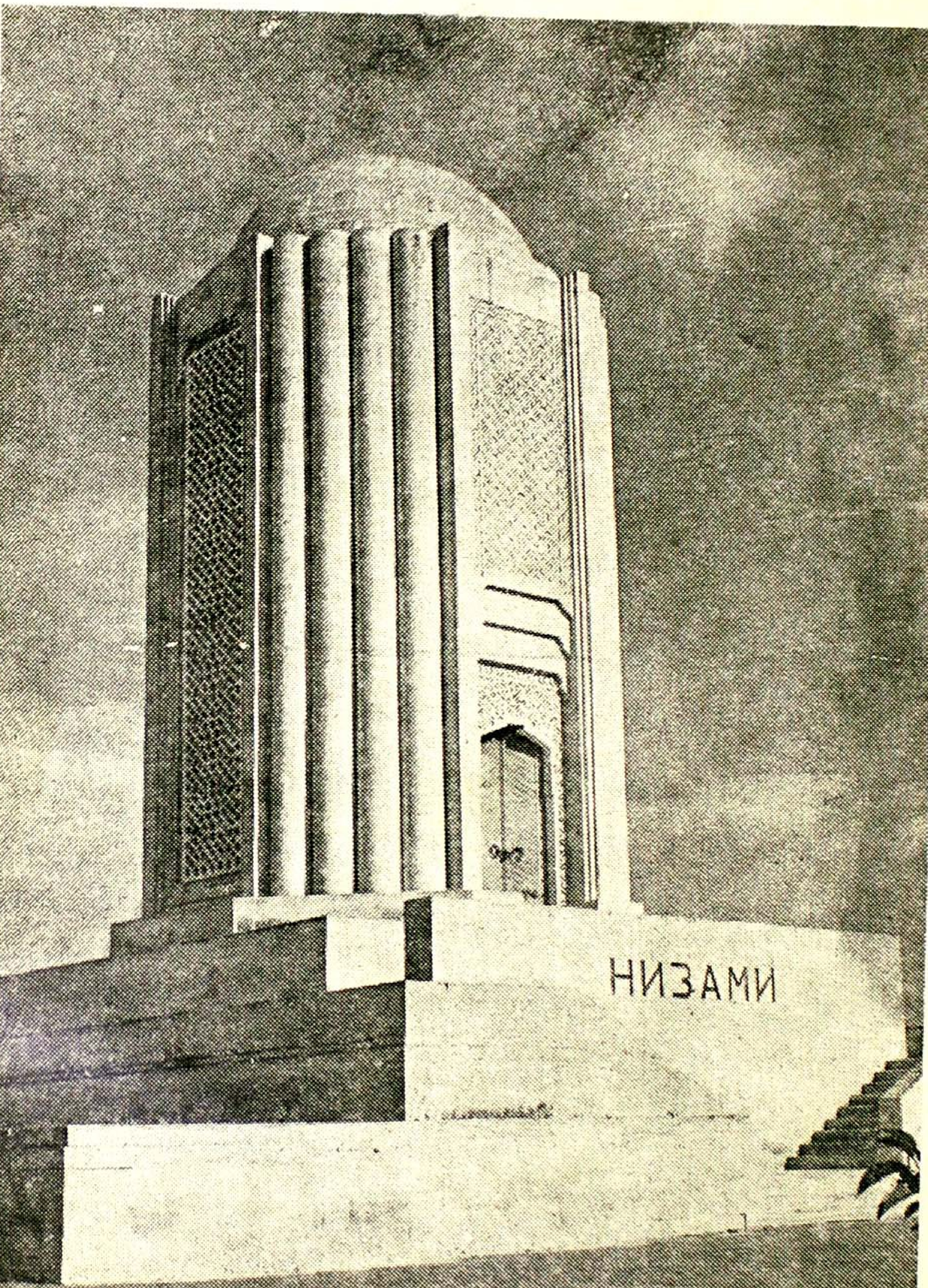

فارسی کے مشہور آذربائیجانی شاعر اور مفکر نظامی گنجوی کا مقبرہ جو کیرووآباد کے قریب حال ہی میں تعمیر ہوا ہے۔

Marfat.com

مذہبی امور کا سارا انتظام فوجی اور شہری گورنروں کے ہاتھ میں تھا۔

مذہبی رہنماؤں یعنی اہلِ سنت والجماعت کے مفتی اور ماورائے قفقاز کے اہلِ تشیع کے شیخ الاسلام کا انتخاب علماء کے نمائندوں اور مسلم جماعت کے ذریعۂ عمل میں نہیں آتا تھا، بلکہ اُنہیں حسبِ قانون وزیرِ داخلہ کی تحریک پر ریاست کا مطلق العنان حکمران یعنی زاران مناصب پر مقرر کرتا تھا۔

زارشاہی حکومت ایک طرف "گمراہ" مُسلم مذہب کے متعلق اپنی تفریق پرور پالیسی پر کاربند تھی اور دوسری طرف مسلمانوں کی مذہبی تنظیموں کو سرحدی علاقوں میں نوآبادیاتی نظامِ حکومت کو مستحکم کرنیکے لئے استعمال کرتی تھی۔

اس مقصد کے پیشِ نظر زارشاہی حکومت نے مسلم مذہبی بورڈ کے رہناؤں اور مقامی مسلمان اُمراء میں سے نمایاں شخصیتوں کو منتخب کر کے اُنہیں زمینیں اور اعزازی مرتبے بخشتے اور اُنہیں نوآبادیاتی سرکاری ملازمتوں میں حصہ لینے کے لئے آمادہ کر لیا گیا۔ اس طرح وہ زار کے سول ملازمین کی صفوں میں داخل ہو گئے۔ روسی شہنشاہیت کے قوانین کے مطابق ملا کا معزز عہدہ اور امام و خطیب کے مناصب پر صرف ایسے افراد کا تقرر ہو سکتا تھا جو روسی استبداد کے وفادار اور معتمد علیہ سمجھے جاتے تھے چھوٹے بڑے تمام مسلم مذہبی پیشواؤں کو ان مناصب پر مامور ہونیکے وقت زار کی وفاداری کا حلف اُٹھانا پڑتا تھا۔

زارشاہی حکومت کے مقرر کردہ مسلم مذہبی اداروں کے رہنما ہمیشہ حکومت کے دعا گو رہے، جسکے زیرِ سایہ انہیں ہر قسم کی مراعات اور آسائشیں حاصل رہیں۔ لیکن سرکاری حکام اور مقامی جاگیرداروں کے مظالم اور لوٹ کھسوٹ نے مسلم محنت کش عوام میں زبردست بے اطمینانی اور بد دلی پھیلا رکھی تھی۔ پہلی عالمی جنگ نے اُن کی زبوں حالی میں مزید اضافہ کر دیا جسکے زیرِ اثر انہوں نے

Marfat.com

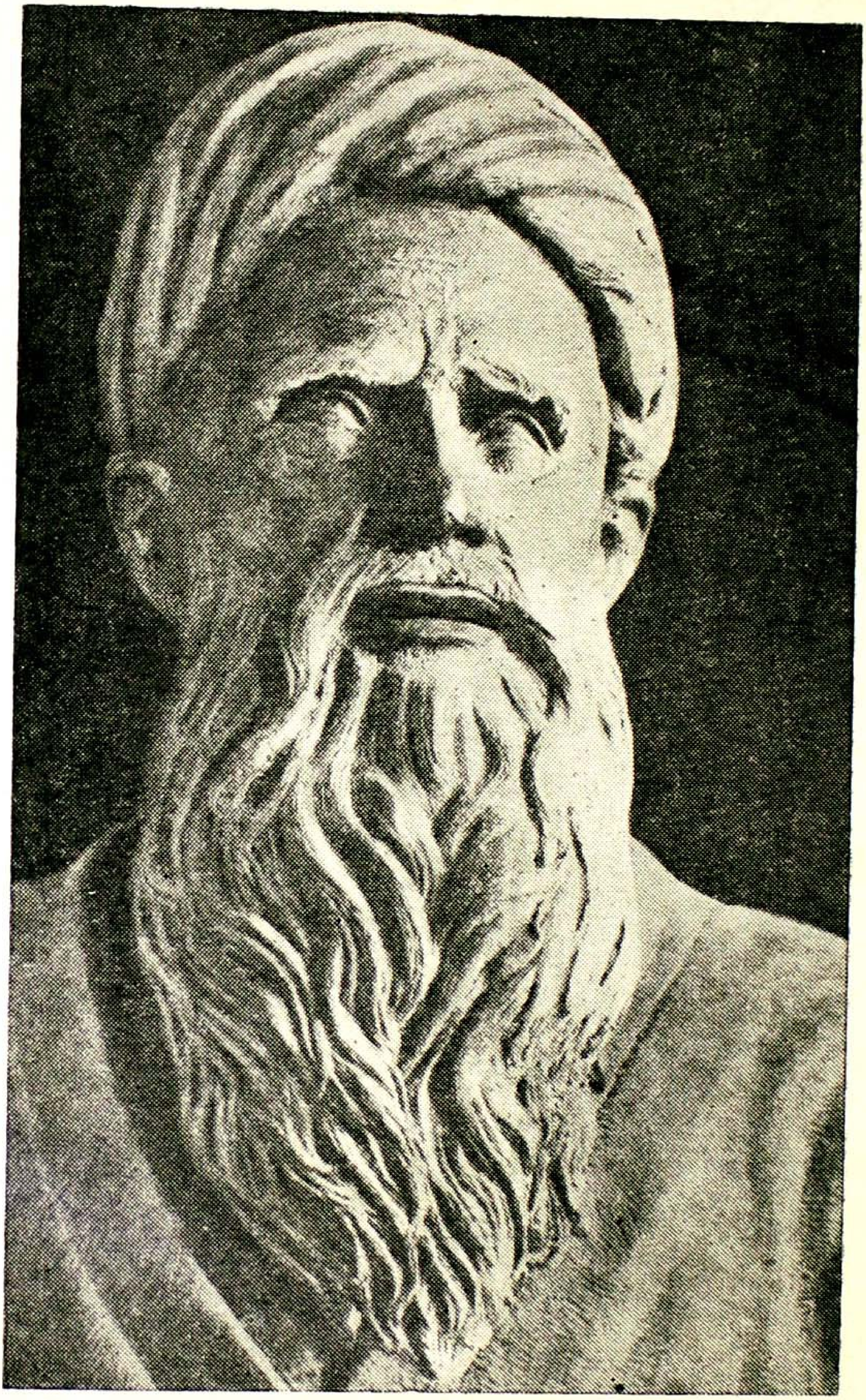

فارسی کے شہرۂ آفاق تاجک شاعر ابو عبداللہ رودکی جن کی ۱۱۰۰ ویں سالگرہ پچھلے دنوں سوویت یونین میں منائی گئی۔
امیرِ خراسان کے حکم سے رودکی کی آنکھیں پھوڑ دی گئی تھیں۔ چونکہ وہ قرامطی تحریک سے تعلق رکھتے تھے جو ملکیت کی مساویانہ
تقسیم کی حامی تھی۔

Marfat.com

قومی اور سماجی ظلم و تشدد سے نجات حاصل کرنیکے لئے اپنی جدوجہد کو تیز تر کر دیا۔ چنانچہ روس کے تمام سرحدی علاقوں میں قومی آزادی کی تحریک بڑے زوروں سے اُبھرنے لگی۔ ۱۹۱۶ء میں سارے وسطی ایشیا میں عام شورش کی ایک لہر دوڑ گئی جس کو حکومت نے بڑی بڑی فوجیں بھیجکر نہایت ظلم و تشدد کے ساتھ دبا دیا۔

روس کے سرحدی علاقوں کی قوموں میں بیداری اور زارشاہی ظلم و تشدد سے نجات حاصل کرنیکے لئے اُن کی پُرعزم کوششوں اور روس کے محنت کش طبقہ کی جدوجہد کا زمانہ ایک ہی تھا۔ بلکہ یہ تحریکیں ایک دوسرے کیساتھ مربوط تھیں۔

لینن نے روس کے کسانوں اور محنت کشوں کو جدوجہد کے لئے اُبھارتے ہوئے ان پر زور دیا تھا کہ وہ ان قوموں کی بھی حمایت کریں جو زارشاہی کے ظلم و استبداد کا شکار ہیں۔ اِس لحاظ سے قومی سرحدی علاقوں کے محنت کش عوام اور روسی کسان و مزدور ایک دوسرے کے قدرتی حلیف تھے۔ اُن کے مقاصد بھی یکساں تھے اور حصولِ مقاصد کے طریقے بھی۔ روس کی مظلوم قومیں روسی عوام اور خاص طور پر روسی مزدوروں کی حمایت کے بغیر غلامی کا جُوا اُتار پھینکنے کے قابل نہیں ہو سکتی تھیں۔ لہذا روس کے سرحدی علاقوں کے محنت کشوں نے روسی کسانوں اور مزدوروں کے دوش بدوش زارشاہی کے خلاف، محنت کشوں کے اقتدار اور ملک کی اشتراکی تشکیل کیلئے جدوجہد کی۔

Marfat.com

تاریخی موڑ

اکتوبر کے عظیم سوشلسٹ انقلاب نے روس کی تمام قوموں کو جن میں مسلمان بھی شامل تھے، قومی اور سماجی غلامی سے نجات دلائی۔ اس انقلاب نے سامراجیت کو شکستِ فاش دے کر تمام نوآبادیاتی اور محکوم ممالک کی قوموں میں تحریکِ آزادی کو ایک نئے دور میں داخل کیا۔

انقلاب کے فوراً بعد سوویت حکومت نے ۱۵ نومبر (پرانے کلنڈر کے مطابق ۲ نومبر) ۱۹۱۷ء کو روس کی قوموں کے حقوق کے متعلق اپنا تاریخی منشور شائع کیا جس میں :-

۱. روس کی قوموں کے مابین مساوات اور خودمختاری تسلیم کرلی گئی۔
۲. روس کی قوموں کو حقِ خودارادیت دیا گیا جس میں مرکز سے علیحدگی اور آزاد ریاست کی تشکیل کا حق بھی شامل تھا۔
۳. ہر قسم کی قومی اور قومی مذہبی مراعات اور پابندیاں ختم کردی گئیں۔
۴. قومی اقلیتوں اور نسلی گروہوں کو آزادانہ ترقی کا حق دیا گیا۔

Marfat.com

اس کے ایک ماہ بعد سوویت حکومت نے "روس اور مشرقی علاقے کے تمام مسلم محنت کش عوام کے نام ایک اپیل شائع کی جس میں کہا گیا تھا :-

روس کے مسلمانو!

"آج سے آپ لوگ اپنے مذہبی عقائد میں آزاد ہیں اور آپ کے رسم ورواج اور قومی و ثقافتی ادارے ناقابلِ مداخلت قرار دیئے جاتے ہیں۔ آپ کسی روک ٹوک کے بغیر اپنی قومی زندگی کی آزادانہ تنظیم کریں جس کا آپ کو پورا حق حاصل ہے۔ آپ یقین رکھیں کہ روس کی دوسری قوموں کی طرح آپ کے حقوق کی حفاظت بھی انقلاب اور اسکے اداروں (محنت کشوں، سپاہیوں اور کسانوں کی سوویتوں) کی پوری طاقت کے ساتھ کی جائے گی"۔

انقلاب کے پہلے ہی مہینے میں سوویت اقتدار کو تاتاریا، بشکیریا اور ترکستان میں فتح حاصل ہوئی۔ ترکستان میں عوامی کمیساروں کی کونسل نومبر ۱۹۱۷ء میں قائم ہوئی۔ اپریل ۱۹۱۸ء میں ترکستان کی سوویتوں کی پانچویں کانگریس نے ترکستان کی خودمختاری کا اعلان کیا اور روسی سوویت وفاق کی رکن ترکستانی سوویت جمہوریہ وجود میں آئی۔ اپریل ۱۹۱۸ء میں آذربائیجان کے بڑے بڑے اضلاع میں بھی سوویت اقتدار قائم ہوگیا اور باکو میں عوامی کمیساروں کی کونسل قائم ہوگئی۔

بہرحال روس کی قوموں نے جن میں وسطی ایشیا، قفقاز، ماورائے قفقاز، تاتاریہ اور بشکیریا کے مسلمان بھی شامل تھے۔ اندرونی انقلاب دشمن عناصر اور بیرونی حملہ آوروں کے خلاف قومی آزادی اور سوویت اقتدار کی پوری پوری حفاظت کی۔ چودہ سامراجی حکومتوں نے سوویت روس پر چڑھائی کی۔ تقریباً دس لاکھ جرمن فوج کے علاوہ ان سلطنتوں کے مزید تین لاکھ سپاہی سوویت روس کے علاقہ پر حملہ آور ہوئے۔ سامراجیوں کا خیال تھا کہ وہ اندرونی انقلاب دشمن عناصر کی مدد سے روس کے قومی سرحدی علاقوں میں سوویت اقتدار کو ختم کر کے وسطی روس کے محنت کشوں

Marfat.com

کو اُن قوموں کی حمایت سے محروم اور تمام روس سے سوویت اقتدار کو ختم کر دینگے۔ بعدہٗ ملک کو متعدد حلقہ ہائے اثر میں تبدیل کر کے اُس کے سرحدی علاقوں کو اپنی محکوم نوآبادیات میں تبدیل کر لینگے۔

اس طرح وسطی ایشیا، قفقاز اور ماورائے قفقاز کی قومیں جنہوں نے حال ہی میں زارشاہی کا جوا اُتار پھینکا تھا، ایک نئے نوآبادیاتی نظام کے خطرے سے دوچار تھیں۔ انہوں نے اچھی طرح سمجھ لیا تھا کہ اگر وہ باہمی اتفاق اور روسی عوام کیساتھ متحد ہوئے بغیر انفرادی طور پر لڑیں تو نہ اپنی حاصل کردہ کامیابیوں اور فتوحات کو برقرار رکھ سکیں گی، نہ سوویت اقتدار کا تحفظ کر سکینگی اور نہ سامراجیوں کا کامیاب مقابلہ کر سکینگی۔

مغربی سامراجیوں کی فوجی مداخلت نے وسطی روس کے مزدوروں، کسانوں اور سرحدی علاقوں کے محنت کش عوام کے اتحاد کو زیادہ مضبوط کر دیا۔ غیر ملکی قبضہ کے خلاف فوجی دفاع کی ضرورت

سمرقند میں تیمور لنگ کا مقبرہ "گورِ امیر" ——— ۱۵ ویں صدی)

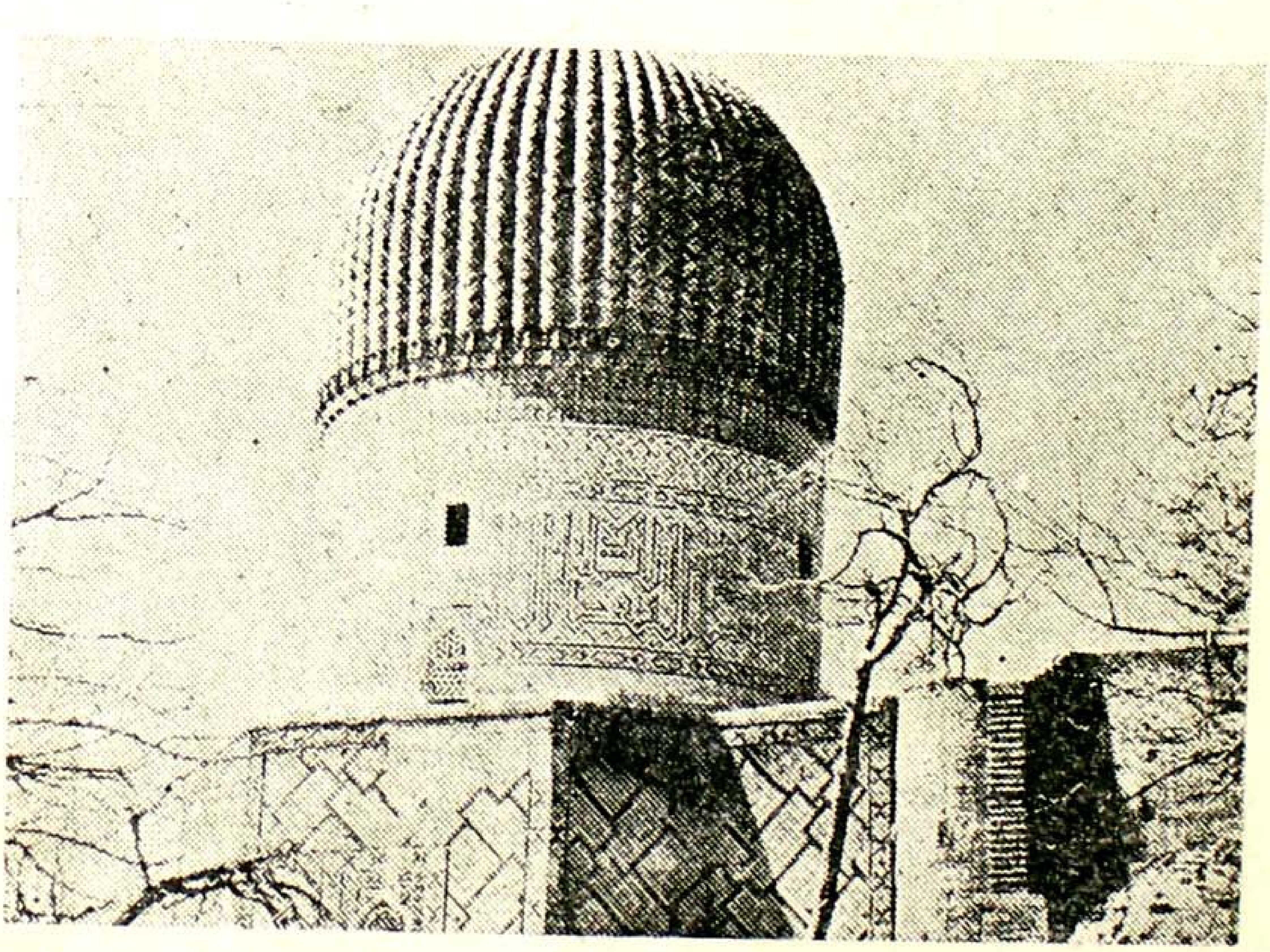

کے تحت اس برادرانہ اور پرخلوص تعاون نے قومی سوویت جمہوریتوں اور روسی سوویت وفاق کے مابین فوجی اتحاد کی شکل اختیار کر لی۔ ۱۹۲۰ء کے موسم بہار میں آذربائیجان کے محنت کش عوام نے سُرخ فوج کی مدد سے انگریز مداخلت کاروں کو اپنے علاقے سے مار بھگایا اور سوویت اقتدار کو بحال کر دیا۔ ۲۸ اپریل ۱۹۲۰ء کو آذربائیجانی سوویت اشتراکی جمہوریہ قائم ہوئی۔ اُس نے فوراً ہی روسی سوویت وفاق کیساتھ ایک فوجی اور معاشی معاہدہ کیا۔ سوویت ترکستان کی قوموں نے روسی عوام کے برادرانہ اور پرخلوص تعاون سے ترکستان میں بڑی کامیابی کیساتھ سوویت اقتدار کی حفاظت کی۔

روس کی سابقہ مظلوم قوموں کے ہاتھوں سوویت اقتدار کی فتح اور اُن کی اپنی سوویت قومی جمہوریتوں کے قیام سے قومی احیاء کا تاریخی عمل شروع ہوا۔ اور انقلاب اکتوبر کی بدولت قومی حقوق کے منشور میں جن عظیم اصولوں کا اعلان ہوا تھا، اُن پر عمل درآمد شروع ہو گیا۔

شیر دور مدرسہ ——— (ازبک جمہوریہ) جو ۱۷ ویں صدی کی بہترین یادگاروں میں سے ہے

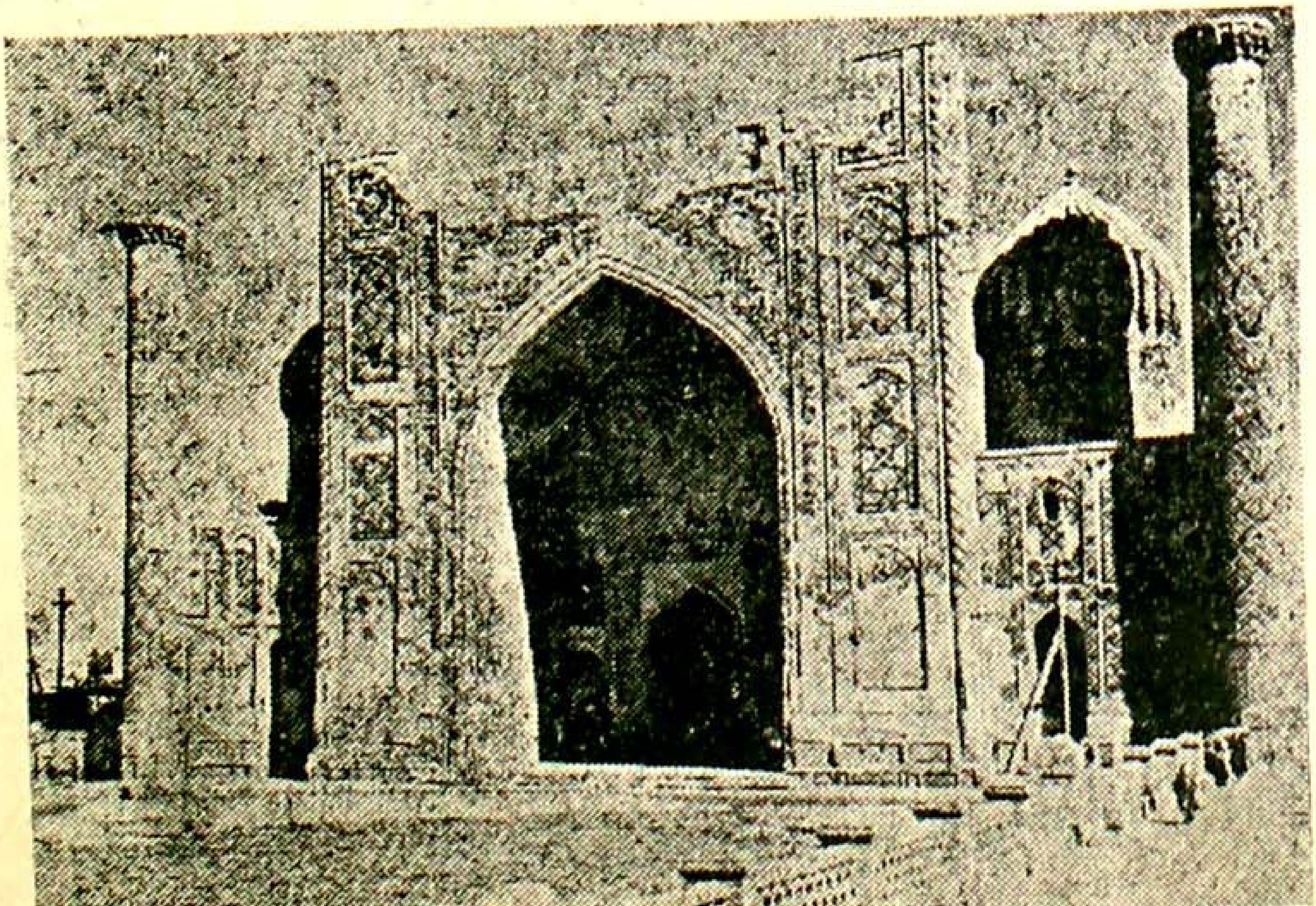

Marfat.com

سوویت حکومت نے لینن کے اس حکیمانہ قول کو اپنے لئے مشعل راہ بنایا کہ "مختلف قوموں کے مفادات کی انتہائی نگہداشت ہی باہمی تصادم کے اسباب کو دور رکھتی اور آپس کی بے اعتمادیوں کا خاتمہ کر سکتی ہے۔" اس لئے سوویت دورِ اقتدار کے آغاز ہی سے سوویت جمہوریتوں میں تمام سوویت ادارے ریاستی حکومت کے تمام انتظامی، معاشی، تعلیمی اور قانونی شعبے زیادہ تر مقامی افراد پر مشتمل تھے جو آبادی کی زبان، زندگی اور رسم و رواج سے مکمل آگاہی رکھتے تھے۔

خانہ جنگی اور بیرونی حملہ آوروں کے خلاف جدوجہد کے زمانہ میں سوویت جمہوریتوں کے مابین جس فوجی تعاون نے جنم لیا تھا وہ پُرامن حالات میں معاشی اور سیاسی تعاون کی بدولت اور زیادہ بڑھ گیا۔ سوویتوں کی پہلی کُل یونین کانفرنس میں جو دسمبر ۱۹۲۲ء میں منعقد ہوئی تھی، قومی سوویت جمہوریتوں نے فیصلہ کیا کہ وہ سوویت جمہوریتوں کے رضاکارانہ اتحاد کی واحد مظہر سوویت اشتراکی جمہوریتوں کی یونین کے ساتھ ساتھ متحد ہو جائیں جب کہ ہر ایک جمہوریت کو یونین سے علیحدگی کا حق بھی حاصل رہے۔ متفرق سوویت جمہوریتوں کے ایک واحد ریاست میں متحد ہو جانے سے یہ جمہوریتیں نہ صرف سامراجی حکومتوں کی دھمکیوں سے محفوظ ہو گئیں بلکہ اس اتحاد نے یونین کی تمام قوموں کی ہمہ گیر ترقی کو بھی یقینی بنا دیا۔

خود مختار جمہوریتوں اور ان خطوں (ریجنوں) کی تشکیل کے علاوہ جو یونین جمہوریتوں کا حصہ تھے، نئی یونین جمہوریتوں کی تشکیل وسیع پیمانہ پر شروع ہو گئی۔ غیر ملکی مداخلت کاروں، "سفید گارڈوں" (زار کی وفادار فوج) اور "بسماچوں" (وسطی ایشیا کے انقلاب دشمن گروہ) پر مکمل فتح اور سارے ملک کی بہتر معاشی حالت نے سوویت حکومت کے لئے ۱۹۲۴ء کے اواخر میں وسطی ایشیا کی بڑی بڑی قومیتوں کی مشترکہ حد بندیوں کو ممکن بنا دیا۔ اس کی بدولت وسطی ایشیا کی قوموں میں قومی ریاستوں کے نظام کا قیام عمل میں آیا۔ ازبک اور ترکمان یونینی جمہوریتوں اور تاجک و کرغیز خود مختار سوویت اشتراکی جمہوریتوں کی تشکیل نے ایک ہی زبان بولنے والی اور ایک ہی قسم کے طرزِ زندگی اور رسم و رواج رکھنے والی،

Marfat.com

نیز مشترک ثقافت و مذہب کی حامل آبادیوں کے درمیان مضبوط روابط قائم کر دیئے۔ وسطی ایشیا کی قومی حد بندیوں نے یہاں کی قوموں کی سیاسی اور تہذیبی ترقی کو تیز تر کرنے کے ساتھ ساتھ اُن کے درمیان برادرانہ رشتوں کو بھی مستحکم بنا دیا۔

۱۹۲۰ء اور ۱۹۳۰ء کے درمیانی عرصہ میں وسطی ایشیا میں وسائلِ آب پاشی کی ترقی کیساتھ ساتھ زرعی اصلاحات بھی عمل میں آئیں۔ زرعی مزدوروں اور کسانوں کو جنکے پاس اس سے پہلے زمین نہیں تھی، یا بہت کم تھی، کروڑوں ہیکٹر قابلِ کاشت زمین اور چراگاہیں دیگئیں۔ انہیں لاکھوں کی تعداد میں زرعی آلات بھی فراہم کئے گئے۔ اِس طرح سوویت حکومت نے کسانوں کو زمین اور پانی مہیا کر کے اُنہیں بڑے بڑے زمینداروں (جو "بے" کہلاتے تھے) کی محکومی سے نجات دلادی۔ زرعی اور آبی اصلاحات کے بعد آب پاشی کیلئے پانی کا استعمال عوام اور ریاست کا معاملہ بن گیا۔ اِن اصلاحات نے

سمرقند کے شاہ زندہ مزارات کا مجموعہ جو چودھویں صدی میں تعمیر ہوئے

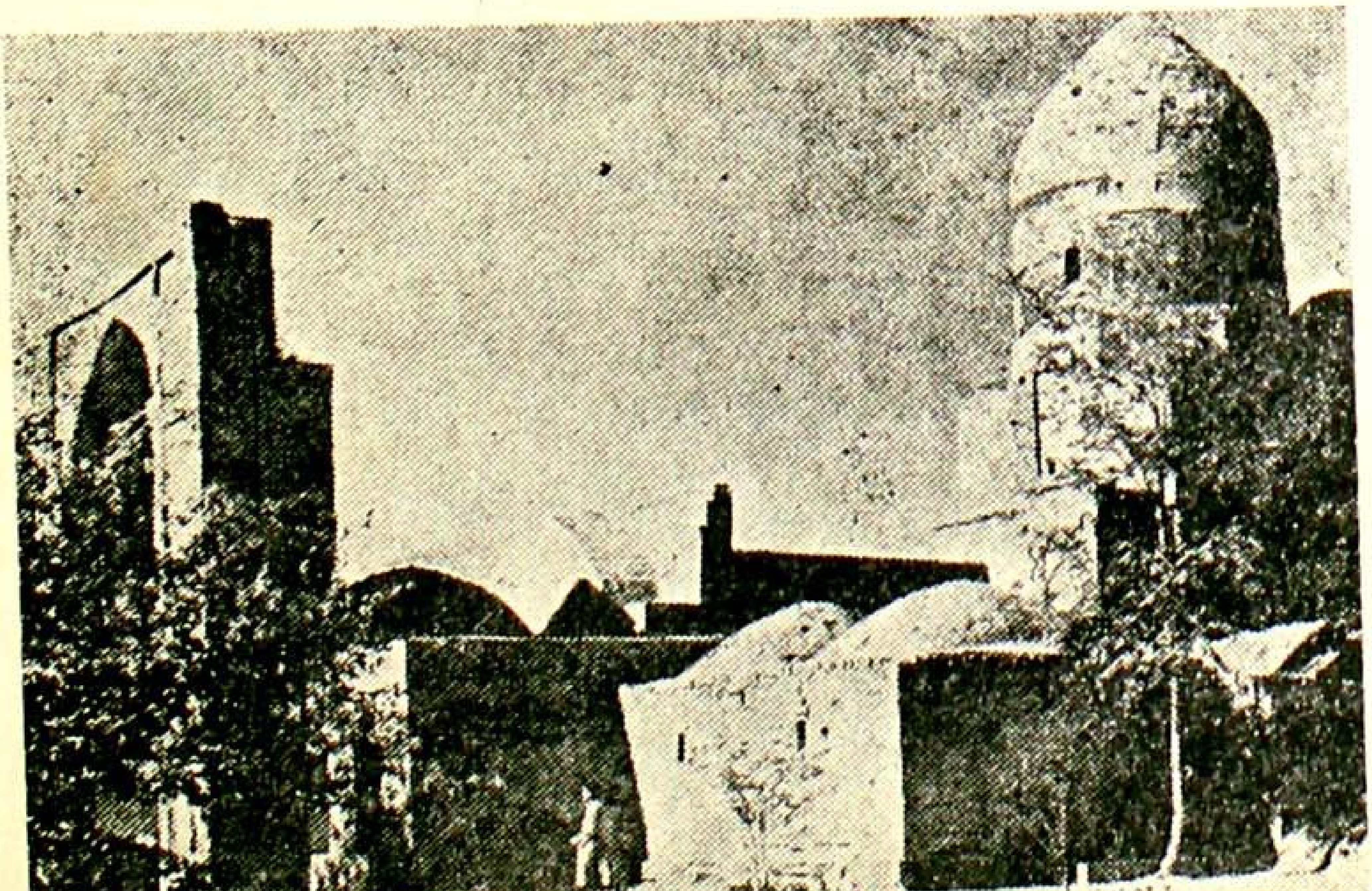

Marfat.com

کسانوں کی معاشی حالت کو نمایاں طور پر بہتر بنا دیا اور سارے وسطی ایشیا میں خوشحالی کی رفتار کو تیز تر کر دیا۔

سوویت اقتدار کے ابتدائی ایام ہی میں اقوام مشرق کے عظیم دوست لینن نے قومی سرحدی علاقوں میں زارشاہی کی مستعمرانہ پالیسی کے مُضر اثرات کا استیصال کرنے پر زور دیا۔ لینن نے بتایا کہ اب جبکہ قوموں کو سیاسی اور قانونی مساوات حاصل ہو چکی ہے، سوویت حکومت کا پہلا مقصد یہ ہونا چاہیئے کہ وہ سابقہ مظلوم قوموں کو اُن کی دیرینہ پسماندگی ختم کرنے میں مدد دے اور اُنہیں اس قابل بنائے کہ وہ سیاسی، ثقافتی اور معاشی طور پر وسطی روس کے ہم پلہ ہو جائیں۔ لینن نے کہا کہ اس مقصد کی تکمیل کیلئے روسی مزدور طبقہ پر لازم ہے کہ وہ سابقہ مظلوم قومیتوں کے محنت کش طبقہ کی اعانت کرے۔

لینن نے علمی طور پر ثابت کر دیا کہ پسماندہ قومیں ترقی یافتہ ممالک کے مزدوروں کی مدد سے سرمایہ داری کے راستے پر گامزن ہوئے بغیر اشتراکیت کی منزل تک پہونچ سکتی ہیں۔ اُسنے وہ طریقے بھی بتائے جن کے ذریعے یہ تغییر معرض وجود میں آسکتا ہے۔ سب سے پہلے اس بات کی ضرورت تھی کہ پسماندہ قوموں کو مدد دی جائے تاکہ وہ اپنے ملکوں کو صنعتی بنا سکیں اور ایک طاقتور اجتماعی زراعت کی تنظیم کر سکیں۔ اسکے علاوہ مادری زبان میں تعلیم دینے والے اسکولوں، اعلیٰ تعلیمی اداروں تھیٹروں اور دوسرے ثقافتی اداروں کو منظم کر کے اور خود اپنے ہی ہم قوموں میں سے انجنیئر، مدرس، ڈاکٹر اور سائنسدان پیدا کر کے سماجی انقلاب لا سکیں۔

وسطی ایشیا، کزاخستان، آذربائیجان، داغستان، شمالی قفقاز، بشکیریا اور تاتاریہ کی قوموں نے لینن کی بتائی ہوئی راہ پر گامزن ہو کر نمایاں کامیابیاں حاصل کیں۔ قومی جمہوریتوں نے مقامی وسائل اور مقامی زرعی خام اشیا پر مبنی صنعتیں قائم کرنا شروع کر دیں۔ سوویت مشرق کی قوموں نے روسی عوام کے مخلصانہ تعاون کی بدولت اپنی جمہوریتوں میں سینکڑوں بڑے بڑے صنعتی ادارے قائم کئے

Marfat.com

اور ۱۹۳۱ء - ۱۹۳۲ء میں تمام جمہوریتوں کے اندر اجتماعی زراعت کی تنظیم مکمل ہوگئی۔ ہزاروں اجتماعی اور ریاستی فارم اور جدید ترین زرعی آلات سے آراستہ مشین اور ٹریکٹر اسٹیشن قائم کئے گئے۔ تمام جمہوریتوں نے اپنے قومی دانشوروں کو تربیت دی۔ ان اقدامات نے سوویت یونین کے تمام شہریوں کے درمیان نسلی، مذہبی اور قومی امتیازات کے بغیر تمام سیاسی، معاشی اور ثقافتی سرگرمیوں کے دائروں میں حقیقی مساوات کو ممکن بنا دیا۔

قومی جمہوریتوں میں اشتراکی معاشرے کی تعمیر کے دوران سوویت مشرق کی قوموں کے طرز زندگی کے علاوہ انکے ثقافتی سماجی اور سیاسی حالات میں ایک تدریجی تغیر رونما ہوا۔ ہم چند مثالوں سے اس کی وضاحت کرتے ہیں۔ وسطی ایشیا اور قفقاز کی قوموں میں زمانہ قدیم سے بعض ایسے رواج چلے آرہے تھے جو عوام کی ترقی میں حائل تھے۔ مثلاً قبائلی خونی عداوتیں، کثرتِ ازدواج، دلہن کی قیمت ادا کرنا (کالم) لڑکیوں کا اغوا، نو عمر لڑکیوں سے شادیاں رچانا، لڑکیوں کو شادی کے لئے مجبور کرنا اور بے اولاد بیواؤں کو متوفی شوہر کے بھائی یا کسی قریبی رشتہ دار کے حوالے کر دینا۔

سوویت حکومت نے عورتوں کی آزادی، ترقی، کثرت ازدواج، خونی عداوتوں اور بہت سی ایسی رسوم کی روک تھام کیلئے، جن کی وجہ سے بہت سے گھرانوں کو ناقابلِ بیان مصائب کا شکار ہونا پڑا تھا، متعدد قانونی اور اصلاحی اقدامات کئے۔ دسمبر ۱۹۱۷ء میں "خواتین کے لئے مساوی حقوق" کا حکم نافذ کیا گیا اور قومی جمہوریتوں میں بھی عورتوں کو مساوی حقوق دینے کے قوانین وضع کئے گئے۔

۱۹۲۵ء میں سوویت مشرق کی قومی جمہوریتوں میں بسنے والی قوموں کے نام ایک اپیل جاری کی گئی جس میں مقامی عوامی تنظیموں پر زور دیا گیا کہ وہ عورتوں کو آزادانہ معاشی حیثیت حاصل کرنے میں پوری مدد دیں نیز انھیں سرکاری اداروں، امدادِ باہمی کی تنظیموں اور دوسرے شعبوں میں کام کرنے کا موقع دیں۔ مزید برآں انھیں زمانۂ قدیم کی ذلت آمیز رسوم سے نجات دلانے کی کوشش کریں۔

84773

Marfat.com

اِن اصلاحی اقدامات کی بدولت وسطی ایشیا اور قفقاز کی لاکھوں عورتوں نے ۱۹۲۳ء سے پہلے پردہ ترک کر دیا۔ نوجوان عورتوں اور لڑکیوں نے اپنی خوشی سے اسکولوں میں داخلے لئے اور فیکٹریوں اور ہسپتالوں میں کام کرنا شروع کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد اگر کہیں مذکورہ بالا رسوم پر عمل ہوتا تو لوگ اُسے بُری نظر سے دیکھتے اور رائے عامّہ اسے ماضی کی نقصان دہ یادگار تصور کرتے ہوئے اسکی مذمت کرتی وسطی ایشیا کی بعض قومیں (کزاخ، کرغیز اور کسی حد تک ترکمان) انقلاب سے پہلے خانہ بدوش زندگی بسر کرتی تھیں۔ اجتماعی نظامِ کاشتکاری کے استحکام پر اُنہوں نے متمدّن طرزِ زندگی اختیار کر لیا۔ مِل جل کر کام کرنیکے فوائد اِس قدر نمایاں تھے کہ اُنہوں نے اجتماعی فارموں کی تنظیم شروع کر دی اور وسطی ایشیا

شیروان شاہ کا محل جو ۱۵ویں صدی میں تعمیر ہوا ——— (باکو جمہوریہ آذربائیجان)

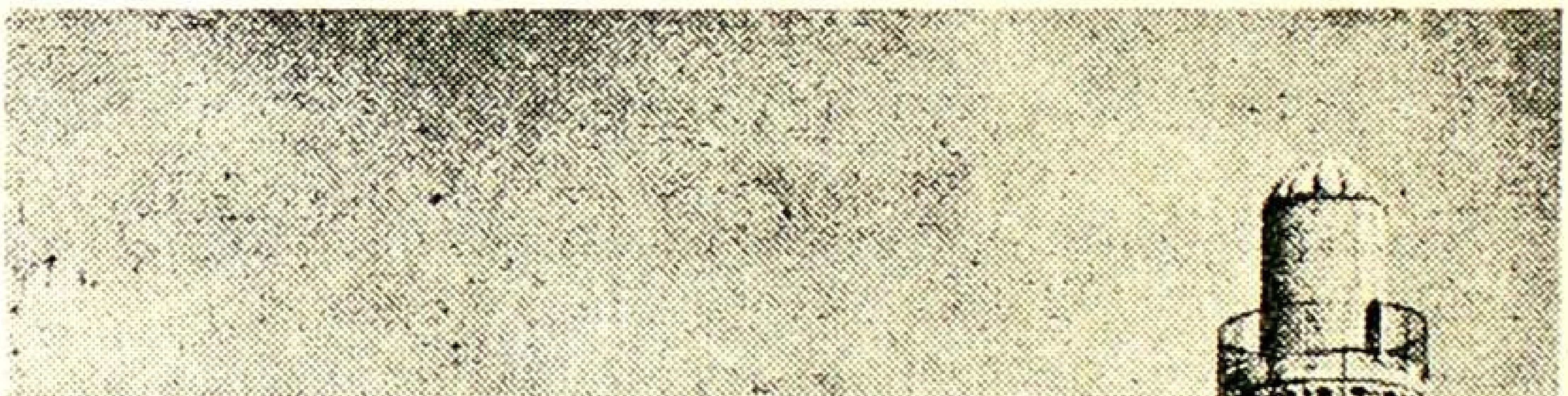

Marfat.com

میں بہت سے گاؤں بسائے۔

مشرقی شہروں اور دیہاتوں میں زندگی یکسر بدل گئی۔ مزدور اور کسان بہت خوشحال ہو گئے اور عوام نے زبردست ثقافتی ترقی کی۔ سوویت حکومت نے مادری زبانوں میں ساتویں جماعت تک عام، لازمی اور مفت تعلیم رائج کی، جس کی وجہ سے مزدوروں اور کسانوں کے لکھو کھا بچے تعلیم حاصل کرنے لگے۔

۱۹۲۱ء میں ایک اسپیشل ٹرین ماسکو سے تاشقند پہونچی۔ یہ ریل گاڑی جو آج بھی اُزبکستان میں "لینن ٹرین" کے نام سے یاد کی جاتی ہے، وسطی ایشیا کی سب سے پہلی یونیورسٹی کے لئے روسی معلم، اسکولوں کی ضروری اشیاء اور لیبارٹری کا ساز و سامان لائی۔ تاشقند میں یونیورسٹی کا قیام مشرقی جمہوریتوں میں سائنس اور اعلیٰ تعلیم کی ترویج و ترقی کا پیش خیمہ تھا۔ چنانچہ سوویت وسطی ایشیا میں اعلیٰ تعلیمی اداروں کی تعداد اسوقت سے مسلسل بڑھ رہی ہے۔ اور اسکے ساتھ ساتھ مقامی شاعروں، ادیبوں، فنکاروں اور اداکاروں کی تعداد میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ یہی وہ افراد ہیں جو عوام میں ایک نئی ثقافت اور ایک نئے طرزِ زندگی کے آغاز کا ذریعہ بنے ہیں۔

انسان کی انسان کے ہاتھوں لوٹ کھسوٹ کا خاتمہ، عام روزگار اور کام کرنے کا حق، آرام کا حق، محنت کشوں کو پوری تنخواہ سمیت چھٹیوں کا حق، تعلیم کا حق، اسکولوں میں مفت تربیت حاصل کرنے کا حق، عورتوں کی آزادی، زچہ و بچہ کی بہبودی، حاملہ عورتوں کو پوری تنخواہ کے ساتھ لمبی رخصت، ساری آبادی کیلئے مفت طبی امداد اور بڑھاپے کی پنشن وغیرہ۔ یہ اُن مراعات کی ایک نامکمل فہرست ہے جو سوویت مشرق کی قوموں کو اشتراکی نظام کے تحت سماجی ضروریاتِ زندگی اور ثقافتی میدان میں حاصل ہیں۔

وسطی ایشیا کی قومیں، اُزبک، تاجک، کرغیز اور ترکمان، نیز کزاخستان، قفقاز، بشکیریا

Marfat.com

اور تاریہ کی قومیں، کلیتاً منظم معاشروں کی شکل اختیار کر کے اشتراکی قومیں بن چکی ہیں۔ اور قومی ترقی کے بلند ترین مرحلہ کی نمائندگی کر رہی ہیں۔

ان تمام تبدیلیوں نے سوویت مشرق کی اشتراکی قوموں میں نئے سماجی گروہوں کو جنم دیا ہے یعنی محنت کشوں کا طبقہ، جو اب سرمایہ دارانہ لوٹ کھسوٹ سے آزاد ہے، اجتماعی کاشتکار جنہیں جاگیرداروں کے مظالم اور مالدار زمینداروں کی لوٹ کھسوٹ سے ہمیشہ کے لئے نجات مل چکی ہے اور ایسے دانشور جو محنت کش عوام ہی میں سے ہیں۔

یہ قومیں سیاسی اور سماجی طور پر اس لئے ممتاز ہیں کہ اب اُن میں انسان کے ہاتھوں انسان کی لوٹ کھسوٹ کا مکمل خاتمہ ہو چکا ہے، مزدوروں اور کسانوں کے درمیان پائیدار اتحاد قائم ہے اور قومی ظلم و تعدّی کے باقیات بھی نیست و نابود ہو چکے ہیں۔ یہ قومیں ایک دوسرے کا احترام کرتی ہیں، آپس میں برادرانہ دوستی رکھتی ہیں اور اُن تمام مظلوم اور حقوق بلدیت سے محروم قوموں کیساتھ مکمل اتحاد کا جذبہ رکھتی ہیں جو نوآبادیاتی نظام کیخلاف جدوجہد کر رہی ہیں۔

۱۹۳۶ء تک کرغیزیا، تاجکستان، آذربائیجان، کزاخستان، اُزبکستان اور ترکمانیہ میں اشتراکی قوموں کی اپنی آزاد ریاستیں ـــ یونینی سوویت اشتراکی جمہوریتیں ـــ قائم ہو چکی تھیں۔

مندرجہ بالا کامیابیوں سے واضح ہوتا ہے کہ سوویت مشرق کی قوموں نے روسی اور سوویت یونین کی دوسری عظیم قوموں کیساتھ برادرانہ اتحاد کے ذریعہ ایک نئے اشتراکی معاشرے کی تعمیر کی۔ ان کامیابیوں کو ملک کے آئین میں (جسے سوویت یونین نے ۱۹۳۶ء میں سوویتوں کے آٹھویں غیر معمولی اجلاس میں منظور کیا تھا) نیز یونین جمہوریتوں کے دستوروں میں داخل کر کے ہمیشہ کے لئے منظور کر لیا گیا۔

ہر جمہوریہ اپنا آئین اور اپنے ریاستی اقتدار کا اعلیٰ ادارہ (سپریم سوویت) رکھتی ہے۔ جو مجلس وزراء کی تشکیل کرتا ہے۔ ان جمہوریتوں کے حقوق خود مختاری کی حفاظت سوویت یونین کرتی ہے۔

Marfat.com

اور ہر جمہوریہ کو آزادی کیساتھ سوویت یونین سے علیحدگی اختیار کرنے کا حق حاصل ہے۔ جمہوریتوں کی جغرافیائی حدود میں اُن کی مرضی کے بغیر کسی قسم کا ردوبدل نہیں کیا جا سکتا۔ یونین کی جمہوریتوں کو دوسرے ممالک کے ساتھ براہ راست روابط قائم کرنے، معاہدے کرنے نیز قونصلوں اور سفیروں کے مبادلہ کا حق حاصل ہے۔

ملک کی جمہوریتوں کا ہر شہری سوویت یونین کا شہری ہے جسے نسل، قومیت اور مذہب کے امتیاز کے بغیر شہریت کے تمام حقوق حاصل ہیں۔

Marfat.com

مذہب کے متعلق سوویت قوانین

اکتوبر کے عظیم اشتراکی انقلاب کی فتح سے ریاست میں مذہب (چرچ) کے کردار اور ریاست و مذہب کے باہمی تعلقات میں ایک بنیادی تبدیلی پیدا ہوئی۔ انقلاب نے مذہب کو جبراً ختم کرنے کا راستہ اختیار نہیں کیا۔ انقلاب برپا کرنے والے بہت سے محنت کش جن میں مسلمان بھی شامل تھے اپنے مذہب پر قائم رہے۔ ان لوگوں کو دینی فرائض ادا کرنے کے لئے مذہبی پیشواؤں کی ضرورت تھی سوویت حکومت نے اُن کی اس ضرورت پر غور کرتے ہوئے مذہبی تنظیموں اور مذہبی پیشواؤں کو ان ریاستی اُمور کی انجام دہی سے سبکدوش کر دیا جو زارشاہی حکومت نے اُن کے سپرد کر رکھے تھے۔ سوویت حکومت نے اُنہیں پورا پورا موقع دیا کہ وہ اپنے آپ کو خالص مذہبی امور یعنی لوگوں کی روحانی ضروریات کی تکمیل کیلئے وقف کر دیں۔

انقلاب کے بعد مذہب (چرچ) کی وہ حیثیت ختم ہوگئی جو ریاستی ادارے کی صورت میں اُسے حاصل تھی۔ سوویت حکومت نے ضمیر کی حقیقی آزادی اور تمام مذہبی مسلکوں کے درمیان حقیقی مساوات قائم کی۔

Marfat.com

۲۲ر جنوری ۱۹۱۸ء کو سودیت حکومت نے ریاست سے مذہب (چرچ) کی اور مذہب سے تعلیم کی علیحدگی کا فرمان جاری کیا جسکے ذریعہ اشتراکی ریاست میں مذہب کی نئی حیثیت کو واضح کر دیا گیا۔ اس فرمان پر وی۔ آئی۔ لینن نے دستخط کئے تھے۔

فرمان بالا کی خاص خاص دفعات درج ذیل ہیں:۔

"مذہب (چرچ) کو ریاست سے علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ آزادئ ضمیر کو محدود کرنے والے اور شہریوں کے مذہبی معتقدات کی بنا پر مراعات بخشنے والے مقامی قوانین اور آرڈیننسوں کا اجراء ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ ہر شہری کوئی بھی مذہب اختیار کرنے یا نہ کرنے کا مجاز ہے۔ شہریوں پر کسی خاص مذہب کے پیرو ہونے یا نہ ہونے کے سلسلہ میں جو پابندیاں عائد تھیں وہ سب ختم کر دی گئی ہیں۔ تعلیم کو بھی مذہب (چرچ) سے علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ تمام ریاستی اور پبلک اسکولوں نیز پرائیوٹ اسکولوں میں جہاں عام درسی مضامین پڑھائے جاتے ہیں، مذہبی تعلیم ممنوع ہے۔ البتہ شہری نجی طور پر مذہبی تعلیم حاصل کر سکتے ہیں اور دے سکتے ہیں۔" اس فرمان میں مذہبی فرائض انجام دینے کی مکمل آزادی کا بھی اعلان کیا گیا تھا۔

بعد ازاں مذہبی عبادت کے متعلق یونین جمہوریتوں نے جو آئین وضع کئے وہ لینن کے "ریاست سے مذہب اور مذہب سے تعلیم کی علیحدگی" والے اسی فرمان پر مبنی تھے۔

اس فرمان سے غلط معنیٰ نکالنے اور اہل مذہب کے حقوق میں دخل اندازی کو روکنے کے لئے روسی وفاق کی عدلیہ کے عوامی کمیساروں نے خاص ہدایات جاری کیں۔ اسی قسم کی ہدایات ہر جمہوریہ کی عدلیہ کے کمیساروں کی طرف سے جاری کی گئیں۔ شہریوں کی آزادئ ضمیر کے حق کو یقینی بنانے کے لئے سودیت یونین نیز تمام جمہوریتوں کے دستوروں میں ریاست سے مذہب کی، اور مذہب سے تعلیم کی علیحدگی کے اصول کی وضاحت کی گئی ہے اور اہل مذہب کو حق عبادت کی ضمانت بھی دی گئی ہے۔

سوشلسٹ ریاست میں مذہب ایک ذاتی معاملہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ تصور کہ "مذہب

Marfat.com

لینن گراد کی جامع مسجد میں نمازیوں کا ایک اجتماع

Marfat.com

ایک ذاتی معاملہ ہے" اِس امر کی وضاحت کرتا ہے کہ مذہبی تنظیموں کو ان مسائل میں دخل دینے سے روک دیا گیا ہے جو ریاست اور اس کے اداروں کے دائرۂ اختیار میں آتے ہیں۔ اور اُن کو اہلِ مذہب کے دینی اُمور کا انتظام کرنے والے آزاد نجی ادارے تصور کیا جاتا ہے۔

اِس فرمان کے تحت تمام ریاستی تقاریب اور حکومت کے تحت منعقد ہونے والی عوامی اور سماجی تقریبوں کی انجام دہی مذہبی رسومات کے ساتھ نہیں ہو سکتی۔ ہر قسم کی مذہبی قسموں اور حلفوں کو ختم کر دیا گیا ہے۔ ضروری موقعوں پر صرف سنجیدہ قسم کے وعدے لئے جاتے ہیں۔ مذہبی تنظیمیں، خواہ وہ کسی دین سے وابستہ ہوں، آبادی کے مختلف طبقوں ۔ عورتوں، نوجوانوں اور بچوں ۔ میں کسی قسم کی سماجی سرگرمیاں انجام نہیں دیتیں کیونکہ اشتراکی ریاست نے سماجی دیکھ بھال، فلاح و بہبود اور آرام و تفریح کا سارا بوجھ نیز ساری آبادی میں قومیت اور مذہب کے امتیاز کے بغیر جملہ ثقافتی اور تعلیمی خدمات کی ذمہ داریاں اپنے سر لے رکھی ہیں۔

ریاست سے مذہب کی علٰحدگی اِس بات کو بھی واضح کرتی ہے کہ ریاست کی طرف سے مذہب (چرچ) کو جو مالی امداد دی جاتی تھی اُسے بند کر دیا گیا ہے۔ فرمان میں کہا گیا ہے کہ ریاست کی نظر میں تمام مذاہب مساوی ہیں۔ ان میں سے کسی کے ساتھ ذرا سی بھی ترجیح نہیں برتی جائے گی۔ اور نہ کسی مذہب پر کوئی پابندی یا بندش لگائی جا سکے گی۔ تمام مذاہب کو مساوی حقوق حاصل ہونگے۔ اُن پر صرف ایک مشترک ذمہ داری عاید ہوگی۔ اور وہ ہے سوویت قوانین کی پابندی۔ یہ سرکاری موقف مسلمانوں کے لئے بھی بہت زیادہ اہمیت کا حامل تھا کیونکہ اسکے تحت دوسرے مذاہب کی طرح اُن کے مذہب کو بھی مساوی حقوق کی ضمانت دی گئی تھی۔

مذہب کے ماننے والوں کے حقوق کو مذہبی عقائد کی بنا پر محدود کرنا سوویت قانون کی رُو سے ممنوع ہے۔ کسی شہری کا مذہب سرکاری کاغذات مثلاً پاسپورٹ اور شادی و پیدائش کے سرٹیفکیٹوں میں

Marfat.com

ظاہر نہیں کیا جاتا۔ رجسٹریشن کا کام بلدیاتی عہدہ داروں کے سپرد کر دیا گیا ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اہلِ مذہب اور بالخصوص مسلمانوں کے لئے بچوں کے نام رکھنے، شادی بیاہ اور تجہیز و تکفین وغیرہ مذہبی رسوم کی ادائیگی ممنوع قرار دی گئی ہے۔ مذکورہ بالا رسومات اور اس قسم کی دوسری رسوم بلا روک ٹوک انجام دی جاتی ہیں لیکن اُن کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہوتی۔

اس زمان اور سوویت یونین کے آئین میں مذہبی آزادی کی جو ضمانت دی گئی ہے۔ اس کی بنا پر اہلِ مذہب مذہبی فرائض اور رسومات آزادی سے سرانجام دیتے ہیں۔

انقلابِ اکتوبر کی نمایاں فتوحات میں سے ایک آزادئ ضمیر ہے جو سوویت یونین کے تمام شہریوں کو حاصل ہے۔ سوویت یونین میں آزادئ ضمیر کے حقیقی مفہوم کو سمجھ لیا گیا ہے۔ اس کا مطلب صرف یہی نہیں کہ انسان اپنی مرضی سے کوئی بھی مذہب اختیار کر سکتا ہے بلکہ اُسے کوئی مذہب اختیار نہ کرنے کی بھی آزادی ہے۔ ریاست سے مذہب کی اور مذہب سے تعلیم کی علیحدگی یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ تمام شہری مذہبی تنظیموں کی جبری رکنیت سے اور تعلیم گاہوں میں لازمی تعلیم سے مستثنیٰ ہیں۔

سوویت ریاست کی رائے میں سرکاری اسکولوں کو صرف عمومی، مخصوص فنی اور طبی وغیرہ قسم کی تعلیم دینی چاہیے۔ بچوں کو مذہبی تعلیم یا تو اُن کے والدین دیں یا اگر وہ ضروری سمجھیں تو تنخواہ دار خانگی معلموں کے ذریعہ اپنے گھروں پر اس کا بندوبست کریں۔ اس کی صراحت ریاست سے مذہب کی اور مذہب سے تعلیم کی علیحدگی والے فرمان میں کر دی گئی ہے۔

بہرکیف سوویت ریاست مذہبی جماعتوں کی ضروریات کا پورا لحاظ کرتی ہے۔ اور اُنہیں اماموں وغیرہ کی تعلیم و تربیت کے لئے خصوصی دینی مدارس قائم کرنے کی اجازت دیتی ہے۔

سوویت ریاست نے آزادئ مذہب کا اعلان کر کے جہاں اہلِ مذہب اور مذہبی جماعتوں کو

Marfat.com

تبلیغ کرنے (کلیساؤں، مسجدوں اور دوسری عبادت گاہوں میں زبانی اور مذہبی جماعتوں کے جرائد میں تحریری تبلیغ) کا حق دیا ہے وہاں لامذہبوں اور اُن کی تنظیموں کو مذہب کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے کا بھی حق دیا گیا ہے۔ بشرطیکہ اِس سے اہلِ مذہب کے جذبات مجروح نہ ہوتے ہوں۔ اِس طرح آزادئ مذہب اور آزادئ تبلیغ اہلِ مذہب کے آئینی حقوق ہیں۔ اور مذہب کے خلاف پروپیگنڈے کا حق لامذہب افراد کا آئینی حق ہے۔

بعض اوقات یہ سوال کیا جاتا ہے کہ سوویت یونین میں مذہبی جماعتیں کس طرح اپنی سرگرمیاں جاری رکھ سکتی ہیں جبکہ وہاں رہنمایانہ قوت کمیونسٹ پارٹی کو حاصل ہے جو مذہب کی منکر ہے اور لوگوں

مواصلات کے اسکول میں کارکنوں کی عملی تربیت (تاشقند)

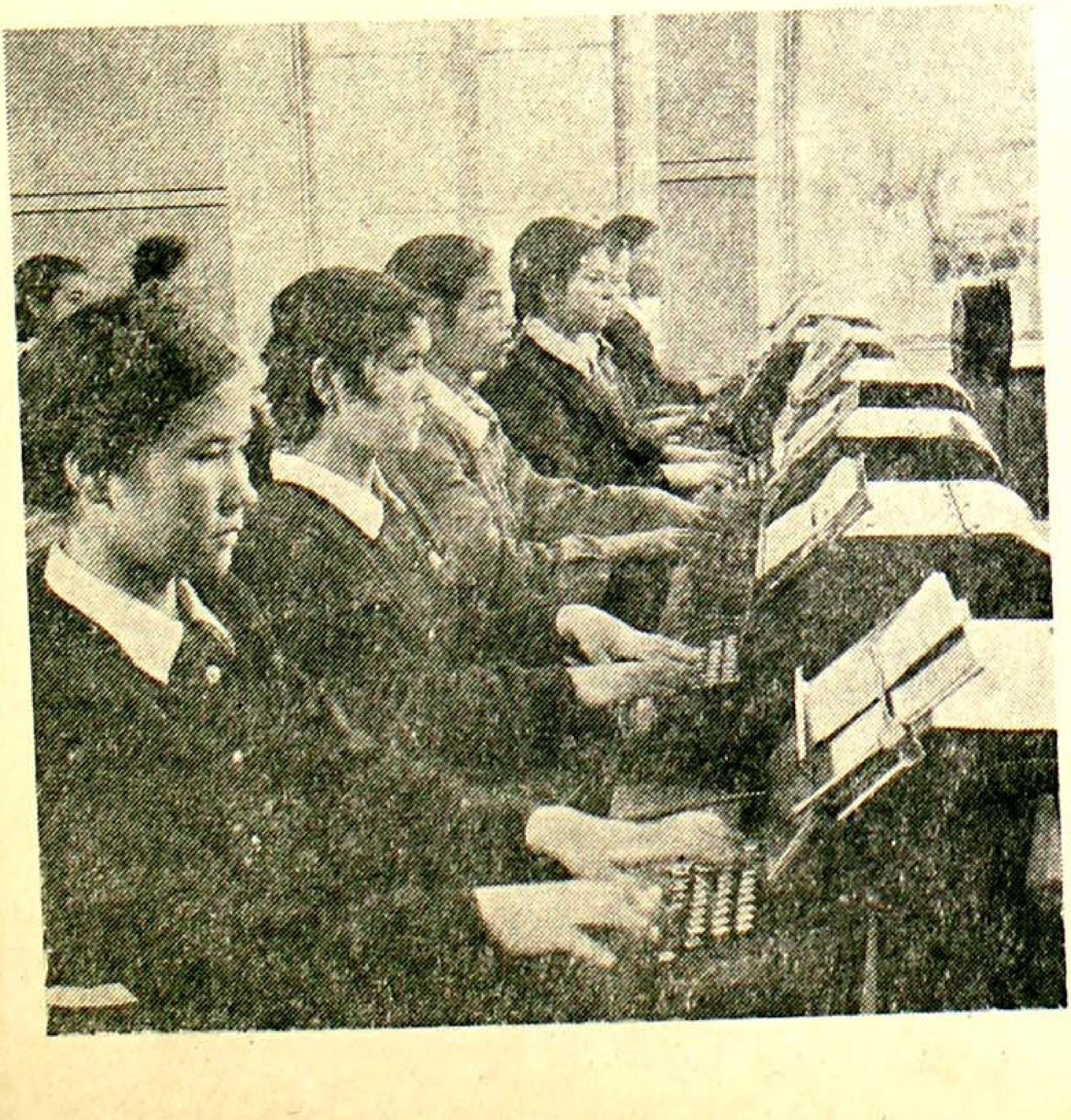

کے ذہنوں سے مذہبی تصوّرات کو دُور کرنے کی کوشش کرتی ہے؟

ایک مخصوص نظریہ کی حیثیت سے مذہب کی طرف پارٹی کا جو رویّہ ہے اُسے حکومت کے اِس طرزِ عمل کیساتھ خلط ملط نہ کرنا چاہیئے۔ جو اپنے مادی ذرائع اور اپنے معاملات کے انتظام و انصرام کی مالک مذہبی تنظیموں کیساتھ اُسنے اختیار کیا ہے۔ کمیونسٹ پارٹی مذہب کے نظریہ کو غیر سائنٹیفک تصوّر کرتی ہے۔ اور وہ لوگوں پر خالص نظریاتی طریقوں سے اپنا نکتۂ نظر واضح کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ پارٹی مذہبی تنظیموں کے خلاف انتظامی اقدامات، اُن کے آئینی حقوق میں دست اندازی، اور ہر ایسی کاروائی کی پُر زور مذمت کرتی ہے جس سے اہلِ مذہب کے جذبات مجروح ہوتے ہوں۔ پارٹی کے اِس رویّہ کا اظہار سرکاری قوانین اور اخباری اعلانات میں بارہا ہو چکا ہے۔

کمیونسٹ پارٹی کا عقیدہ ہے کہ انسانی ترقی صرف جدید ترقی یافتہ سائنس کی بنیادوں پر حاصل کی جا سکتی ہے۔ بالفاظِ دیگر قومیں صرف سائنٹیفک معلومات کے ذریعہ اپنی معیشت علوم و فنون اور ثقافت کو فروغ دے سکتی ہیں۔

سوویت ریاست جو اپنے یہاں مختلف نظریات اور مختلف مذہبی عقائد رکھنے والے شہریوں کو متحد کئے ہوئے ہے، نہ صرف اہلِ مذہب کی دینی ضروریات کی راہ میں حائل نہیں ہوتی بلکہ اُن کے مذہبی حقوق کی آئینی اور اہل ضمانتیں بھی دیتی ہے۔

ریاست مذہبی تنظیموں کی سرگرمیوں میں قطعاً مداخلت نہیں کرتی جسکے معاوضہ میں وہ اُن سے امورِ ریاست میں عدم مداخلت کی طالب ہے۔ اِس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اہلِ مذہب شہریوں کو ملک کی سیاسی یا ریاستی سرگرمیوں میں حصّہ لینے سے محروم کر دیا گیا ہے۔ تمام اہلِ مذہب سوویت

Marfat.com

شہریت کے پورے حقوق سے مستفید ہوتے ہیں۔ اُنہیں جمہوریتوں اور یونین کے اعلیٰ اور مقامی اداروں کے لئے ممبر منتخب کرنے اور خود منتخب ہونے کا حق حاصل ہے۔ سوویت یونین کے آئین کی ۱۳۴ - ۱۳۵ دفعات کے مطابق ان تمام شہریوں کو جن کی عمر کم سے کم ۱۸ سال ہو نسل، قومیت اور مذہب کے امتیاز کے بغیر عام مساوی اور براہ راست رائے دہندگی کے اصول پر ووٹ دینے کا حق حاصل ہے۔ اسی طرح سوویت یونین کا ہر وہ شہری جس کی عمر کم سے کم ۲۳ سال ہو ریاستی اقتدار کے تمام اداروں کے لئے جن میں سوویت یونین کی جمہوریتوں کی اعلیٰ سوویتیں اور سوویت یونین کی اعلیٰ سوویت بھی شامل ہے، منتخب ہونے کا اہل ہے۔ پس سوویت یونین کے اہل مذہب شہری مساویانہ طور پر دوسرے لوگوں کیساتھ تمام سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں۔

Marfat.com

سوویت حکومت کے متعلق

مُسلمانوں اور مُسلم عُلماء کا رَدیّہ

محنت کش مُسلمانوں نے جن میں مزدور اور کسان شامل تھے پوری سنعدی کیساتھ سوویت اقتدار کا تحفظ کیا اور قومی معاملات میں سوویت حکومت کے تمام اقدامات کی بھرپور حمایت کی۔ یہ بات بہت سے مسلم علماء اور علی الخصوص بڑے بڑے رؤساء کے متعلق نہیں کہی جاسکتی۔

انقلاب کے ابتدائی سالوں یعنی خانہ جنگی اور غیر ملکی مداخلت کے زمانے میں بہت سے مُسلم رؤساء نے جو زار کی نوآبادیاتی حکومت سے قریبی طور پر وابستہ تھے اور خود بڑے بڑے جاگیردار رہ چکے تھے' انقلاب اور سوویت حکومت کے اقدامات کے خلاف جدوجہد میں بھرپور حصّہ لیا۔ خانہ جنگی کے دوران انہوں نے محنت کش مُسلمانوں کا ساتھ نہیں دیا بلکہ وہ زارشاہی سفید گارڈ جنرلوں' بڑے بڑے مالدار جاگیرداروں برطانوی اور دوسرے مداخلت کاروں کے مددگار بن گئے۔

مثلاً وسطی ایشیاء میں بعض مُسلم شخصیتوں نے ان انقلاب دشمن بسماچی گروہوں کے نظریات کے "مبلغوں کا رول ادا کیا" جنہیں سامراجی حکومتوں کے ایجنٹوں نے اکسایا تھا اور بیرونی مداخلت کاروں

نے سامانِ جنگ فراہم کیا تھا۔ اندرونی انقلاب دشمن اور مداخلت کاروں کے سرگروہوں کے درمیان ایک معاہدے پر دستخط ہوئے تھے جس کی رُو سے سوویت اقتدار کے خاتمہ پر ترکستان کو ۵۵ سال کے لیے برطانیہ کی تولیت میں رکھنا قرار پایا تھا۔

مداخلت کاروں نے سفید گارڈوں اور بسماچوں کو روپیہ، اسلحہ اور گولہ بارود فراہم کرنے اور فوجی مدد دینے کی ذمہ داری قبول کی تھی۔ وسطی ایشیا، قفقاز اور دوسرے مقامات پر انقلاب دشمن تنظیموں نے سامراجی جنگ کی پیدا کی ہوئی مشکلات اور معاشی ابتری، کسانوں کی پسماندگی اور اُن کے مذہبی جذبات سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے فتنہ انگیز لکچربازی کی مہم چلائی اور اپنے آپ کو "مذہب کا محافظ" ظاہر کیا۔ لیکن کسانوں کی اکثریت نے بہت جلد بھانپ لیا کہ سوویت اقتدار حقیقتاً عوامی اقتدار ہے جو محنت کشوں کا حامی اور اُن کے مفادات کا محافظ ہے۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ بعد عوام دشمن تنظیمیں ہر جگہ تنہا رہ گئیں۔

۱۹۲۳ء میں کسانوں نے وسطی ایشیا کے ان اضلاع میں جہاں بسماچوں کی سرگرمیاں زیادہ تھیں، بڑے بڑے جلسے کئے، جن میں اِس سوال پر غور کیا گیا کہ "کیا سوویت اقتدار مسلم مذہب پر ظلم کر رہا ہے اور کیا بسماچ تحریک اسلام کی محافظ ہے؟"

آخر کار وسطی ایشیا کے تمام کسان، جن میں بہت سے بااثر دیہاتی بزرگ بھی شامل تھے، اِس نتیجہ پر پہونچے کہ سوویت اقتدار اسلام پر نہ تو مظالم ڈھا رہا ہے اور نہ کسی طور سے اُس کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کر رہا ہے۔ نیز یہ کہ بسماچی گروہ ہی کسانوں اور اُن کی سوویتوں کے اصلی دشمن ہیں۔

بسماچی تحریک نے وسطی ایشیا کی معیشت کو شدید نقصان پہونچایا اور بہت سے انسانوں کا خون بہایا۔ بسماچوں نے ہر اُس آبادی پر وحشیانہ مظالم توڑے جنہے سوویت حکومت اور اُس کی سماجی سرگرمیوں کی حمایت کی لیکن قتل و غارت کی ان بزدلانہ کارروائیوں نے اُنہیں اور اُن کے

Marfat.com

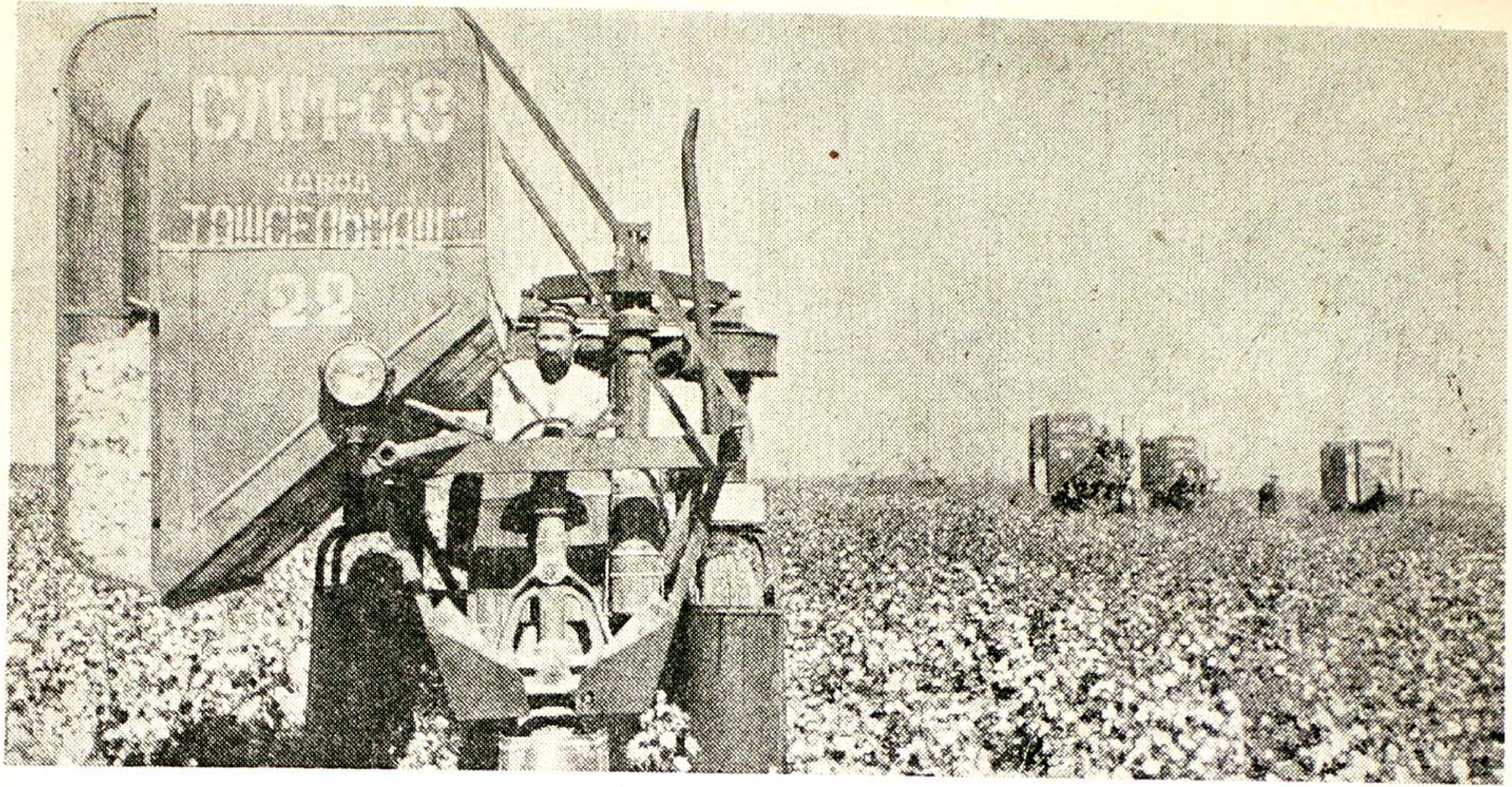

ژدانوف اجتماعی فارم (تاشقند)۔ مشینوں کے ذریعہ کپاس چنی جا رہی ہے۔

Marfat.com

حمائیتوں کو محنت کش مسلمانوں کے دشمن اور سیاسی لٹیرے ثابت کر دیا۔

ورنہ اِس صورت حال کی کیا توجیہہ ہو سکتی ہے کہ ان لوگوں نے ۱۹۲۸ء میں ۲۰۳ ترقی پسند ازبک خواتین کو قتل کر دیا جن کا "جرم" صرف تھا کہ انہوں نے پردہ ترک کر کے تعلیم حاصل کی تھی اور حصولِ تعلیم کے بعد ازبک بچّوں کو تعلیم دینا اور اپنے عوام کی بھلائی کے لئے کام کرنا شروع کیا تھا۔ اِسی طرح انہوں نے ۱۹۲۹ء میں اُزبکستان کے مشہور روشن خیال مُصلحٗ قومی شاعر اور ادیب حمزہ حکیم زادے نیازی کو بھی قتل کر دیا۔

ظاہر ہے کہ ایسی صورتِ حال جس میں محض مُسلم علماء یا دوسرے مذاہب کے نمائندے اپنے اثر ورسوخ کو عوام اور حکومت کے مفاد کے خلاف استعمال کر رہے ہوں سوویت حکومت کے لئے کس طرح قابلِ برداشت ہو سکتی تھی۔ چنانچہ وہ مذہب کے ان بدترین رُجعت پسند نمائندوں کیخلاف انسدادی اقدامات کرنے پر مجبور ہو گئی۔ مگر ان اقدامات کو عمل میں لانے کا یہ مطلب نہیں تھا کہ مذہب یا مذہب کے ماننے والوں کی بابت ریاست کے نظریہ میں کوئی تبدیلی آگئی تھی۔ حکومت نے ان نام نہاد مذہبی پیشواؤں کو انفرادی طور پر اُن کی مذہبی سرگرمیوں کی وجہ سے سزائیں نہیں دیں، بلکہ یہ سزائیں اُن سرگرمیوں کی بنا پر ملیں جن کا ارتکاب انہوں نے داخلی انقلاب دشمنوں اور بین الاقوامی سامراجیت کے مفاد کی خاطر اور عوام کو نقصان پہونچانے کی غرض سے کیا تھا۔

پُرامن تعمیر کے دور میں بعض مُسلم علماء نے رجعت پسند جاگیرداروں کیساتھ مل کر ان اقدامات کی مخالفت کی جنہیں سوویت مشرق کی قومیں عملی جامہ پہنا رہی تھیں اور جن کا مقصد قومی احیاء تھا۔ یہ لوگ زرعی اصلاحات، سوویت عدالتی اور تعلیمی نظام، عورتوں کی آزادی، اجتماعی زراعت اور دوسرے اقدامات کی مخالفت پر اُتر آئے۔ سوویت اقتدار اور اُس کے تاریخی اقدامات کی یہ مخالفت جو مسلم قوموں کی ترقی کے لئے اتنے اہم اور ناگزیر تھے، ایک عوام دشمن جدوجہد تھی۔ اِس کا

Marfat.com

کارل مارکس اجتماعی فارم (اُزبک جمہوریہ)۔ غیر مزروعہ علاقے میں کپاس کی کاشت ہو رہی ہے۔

Marfat.com

مقصد اوّلاً" نوآبادکاری اور لوٹ کھسوٹ کے نظام کو برقرار رکھنا اور ثانیاً سوویت قومی جمہوریتوں کی معاشی، سائنسی اور ثقافتی ترقی کو روکنا تھا۔ اِس جدوجہد کا مُسلم عوام کے مذہبی مفادات کی حفاظت سے دُور کا بھی واسطہ نہ تھا، کیونکہ سوویت حکومت نے انہیں تمام مذہبی فرائض اور رسومات ادا کرنے کی پوری پوری آزادی دے رکھی تھی۔

سوویت حکومت کے تحت عوام کی زندگی میں نمایاں مادی اور ثقافتی ترقی، اور مُسلم مذہب کے لئے آزادی و مساوات کے اصول پر سختی اور ثابت قدمی کیساتھ عمل درآمد نے مُسلم علماء کو سوویت اقتدار کے متعلق اپنا رویّہ بدلنے پر مجبور کر دیا۔ مُسلم علماء کے اِس طبقہ کے سامنے جو سوویت حکومت کے اقدامات کی مسلسل مخالفت کر رہا تھا صرف دو راستے تھے یا تو وہ مسلمانوں کا ساتھ دیں جو نئی زندگی کی تعمیر کر رہے تھے اور یا پھر اُس اثر و رسوخ سے ہاتھ دھو بیٹھیں جو انہیں مسلم جماعت میں حاصل تھا۔

اِس طرح تجربے نے مسلم علماء پر اُن کے سابقہ رویّہ کی غلطی ظاہر کر دی۔ چنانچہ اُن کا طرزِ عمل سوویت حکومت کی جانب رفتہ رفتہ دوستانہ ہوتا گیا اور وہ اُس کے اصلاحی اقدامات کی حمایت کرنے لگے۔

سوویت مسلمانوں کے بعض بیرونی بدخواہوں نے جن میں اُن کے ہم مذہب بھی شامل تھے اور جو سوویت مسلمانوں کی زندگی میں رُونما ہونے والی تبدیلیوں کی گہرائی اور عظمت کو سمجھنا نہیں چاہتے تھے، یہ تصوّر کر لیا تھا کہ مسلم علماء کا یہ بدلا ہوا رویّہ محض ایک عارضی چال ہے اور جب سوویت دیس کٹھن حالات سے دوچار ہوگا تو وہ اپنا پُرانا غیر دوستانہ رویّہ پھر اختیار کر لینگے۔

بہرحال زندگی نے اُن کی توقعات پر پانی پھیر دیا۔ دفاعِ وطن کی عظیم جنگ کے آزمائشی دور میں سوویت مشرق نے جن میں مسلمان بھی شامل تھے، حیرت انگیز حُبّ الوطنی کا ثبوت دیا۔ سوویت یونین کی دوسری قوموں کیساتھ مِل کر مُسلمان اور اُن کے نوجوان بچے اپنی اشتراکی

Marfat.com

مادرِ وطن کیلئے نہایت جوانمردی سے لڑے۔ جن لوگوں کو جنگ کے بعد "سوویت یونین کے ہیرو" کا خطاب دیا گیا تھا اُن میں سینکڑوں تاتار، کزاخ، اُزبک، آذربائیجانی، باشکیری، تاجک اور کرغیز شامل تھے۔ اُن میں مذہبی عقیدہ رکھنے والے بھی تھے اور کمیونسٹ بھی۔

دفاعِ وطن کی عظیم جنگ، جو سوویت عوام نے لڑی، علماء کے اس طبقے کی زندگی کے لئے بھی ایک نقطۂ انقلاب ثابت ہوئی، جو اس سے پہلے سوویت حکومت اور اُس کے اصلاحی اقدامات کا مخالف تھا۔ تمام علماء نے متحد طور پر سوویت ریاست کی حمایت کی۔ اِس سلسلہ میں شیخ الاسلام علی زادے نے ۱۳ر جون ۱۹۴۵ء کو قفقاز کے مسلم وفد کے دورۂ ایران کے موقع پر تہران ریڈیو سے ایک تقریر نشر کرتے ہوئے کہا تھا:۔

"سوویت اقتدار نے جوانمردی سے ہمارے ملک کا دفاع کیا۔ لیکن نازی بہرطور قفقاز کو فتح کرنا چاہتے تھے۔ جب نازیوں کی جُرأتیں اِس حد تک بڑھ گئیں تو ہم مُسلم علماء بھی سوویت یونین کے تمام قوموں کے اہلِ مذہب کی طرح، الگ تھلگ نہ رہ سکے۔ کیونکہ پیغمبرِ اسلام نے فرمایا ہے: حُبّ الوطن مِن الایمان "یعنی اپنے وطن سے محبت کرنا ایمان کا جزو ہے"۔

اِس امر کی وضاحت کرتے ہوئے کہ "سوویت مسلمان اپنے سوویت دیس سے کیوں محبت کرتے ہیں" شیخ الاسلام علی زادے نے کہا:۔

"اگر ہم سوویت عہد کا مقابلہ زارشاہی عہد سے کریں تو بلاشبہ دونوں میں زمین وآسمان کا فرق نظر آئیگا۔ سابقہ حکومت نے مسلمانوں سے غفلت برتی اور اُن پر علم وفن کے دروازے بند کر دیئے۔ اِس عہد میں ہماری زندگی تاریک اور بدحال تھی ...... اب سوویت اقتدار قومی اور مذہبی امتیازات

Marfat.com

کپاس چننے والی مشینوں کی ایک کھیپ کارخانے کے احاطے میں — تاشکند (ازبک جمہوریہ)

Marfat.com

کے بغیر ہر شخص کو بلا استثناء کمال توجہ کیساتھ نئے علوم و فنون کی تعلیم دے رہا ہے۔ ہمارے لڑکے اور لڑکیاں اعلیٰ درجے کے تعلیمی اداروں میں زیرِ تعلیم ہیں...... اب ہمارے پاس مقامی اعلیٰ تربیت یافتہ ماہرین بہ خصوصی موجود ہیں جنہیں صنعت کے مختلف شعبوں میں پوری دستگاہ حاصل ہے......

ریاستی اقتدار کے تمام شعبوں اور اعلیٰ اداروں نیز فیکٹریوں میں مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں نے اپنے عمل سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ ہر فرض اور ہر ذمہ داری کو پورا کرنے کی مکمل صلاحیت رکھتے ہیں......"

دفاعِ وطن کی جنگ کے دوران مُسلم علماء نے سوویت فوج کی مدد کر کے حُب الوطنی کا ایک عظیم فریضہ انجام دیا۔ اُن کے اس عمل کو عوام نے بڑی گرم جوشی کیساتھ سراہا اور اس کی حمایت کی۔

Marfat.com

سوویت یونین میں مسلمانوں کی مذہبی زندگی

سوویت یونین میں مسلمانوں کی بھاری اکثریت فرقۂ اہلِ سنت والجماعت سے تعلق رکھتی ہے اور نسبتاً تھوڑی تعداد شیعوں کی ہے۔ موخرالذکر فرقہ کی آبادی زیادہ تر آذربائیجان میں ہے۔ اُزبکستان، ترکمانیہ اور داغستان میں اِن کی تعداد بہت ہی کم ہے۔ تاجکستان میں اسمٰعیلی اور اہلِ سنت والجماعت، دونوں آباد ہیں۔

مُسلمانوں کے مذہبی مراکز — مُسلم مذہبی تنظیموں کی ہیئتِ ترکیبی

مسلمانوں کی مذہبی تنظیموں کا انتظام والصرام چار آزاد مذہبی مراکز کرتے ہیں جن کے نام یہ ہیں:-

(۱) سائبیریا اور سوویت یونین کے یوروپی حصہ کا مسلم مذہبی بورڈ، جو سوویت یونین کے یوروپی حصہ (جس میں شمالی قفقاز اور داغستان شامل نہیں) اور سائبیریا میں مسلمانوں کے مذہبی اُمور کا انتظام کرتا ہے۔ مذہبی بورڈ شہر اوفا میں واقع ہے۔ اُسکے سربراہ مفتی شاکر

Marfat.com

اُزبک لٹریچر کے باوا آدم علی شیر نوائی (۱۴۴۱ - ۱۵۰۱) کا مجسمہ (تاشکند)

Marfat.com

ابن شیخ الاسلام خیال الدینوف ہیں۔

(۲) مسلم مذہبی بورڈ برائے وسطی ایشیا اور کزاخستان جو ازبکستان، کرغیزیا، تاجکستان، ترکمانیہ اور کزاخستان میں آباد مسلمانوں کے مذہبی اُمور کا انتظام کرتا ہے۔ مفتی ایشان باباخان ابن عبدالمجید خان چودہ برس تک مذہبی بورڈ کے سربراہ رہے۔ وہ وسطی ایشیا کے بڑے محترم مسلم رہنما تھے۔ انہوں نے ۹۸ سال کی عمر میں جون ۱۹۵۷ء میں وفات پائی۔ اُن کی وفات کے بعد اُن کے فرزند قاضی ضیاءالدین ابن ایشان باباخانوف مذہبی بورڈ کے سربراہ بنے۔ وسطی ایشیا اور کزاخستان کی مسلم تنظیموں کے نمائندوں کی کانگریس میں جو اکتوبر ۱۹۵۷ء کے اواخر میں منعقد ہوئی، ضیاءالدین باباخانوف مذہبی بورڈ کے سربراہ منتخب ہوئے۔ اُنہیں مفتی کا منصب بھی سونپا گیا۔ وسطی ایشیا اور کزاخستان کے مذہبی بورڈ کا مرکز تاشقند میں ہے۔

(۳) داغستان کے مسلم مذہبی بورڈ کا مرکز بیونائسک (داغستان) میں واقع ہے اور اُس کے سربراہ مفتی محمّد حاجی قربانوف ہیں۔

(۴) ماورائے قفقاز کے مسلم مذہبی بورڈ کا مرکز باکو میں واقع ہے۔ یہ بورڈ آذربائیجان، جارجیا اور آرمینیا میں آباد شیعوں اور سنّیوں کے مذہبی امور کا انتظام کرتا ہے۔ اس بورڈ کی صدارت کے منصب پر ممتاز مسلم رہنما شیخ الاسلام علی زادے آخوند آغا جاوید اوغلی کئی سال تک فائز رہے انہوں نے دسمبر ۱۹۵۰ء میں وفات پائی۔ وہ بہت سے مسلم ممالک میں کافی مشہور تھے۔ اُن کے انتقال کے بعد حکیم زادے شیخ معصوم شیخ علی اوغلی مذہبی بورڈ کے صدر اور شیخ الاسلام منتخب ہوئے۔ موصوف شیعہ فرقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ بورڈ کے نائب صدر سنّی المذہب ہیں اور مفتی کے اعلیٰ منصب پر فائز ہیں۔ وہ مذہبی بورڈ میں ماورائے قفقاز کے اہلِ سنّت

Marfat.com

والجماعت کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ماورائے قفقاز کی سوویت کے مسلمانوں نے شیعوں اور سنّیوں کے لئے واحد مذہبی بورڈ کی تشکیل کی ہے۔ زارشاہی عہد میں شیعوں اور سنّیوں کے لئے دو علیحدہ بورڈ تھے جو ہمیشہ ایک دوسرے سے برسرِ پیکار رہتے تھے لیکن اب یہ دشمنی قصّہ پارینہ بن چکی ہے۔ سوویت قوموں کے درمیان دوستی کی یہ ایک نمایاں مثال ہے۔

مُسلم مذہبی بورڈوں کی ہیئتِ ترکیبی اور دائرہ عمل کی وضاحت ان قواعد وضوابط میں کر دی گئی ہے جن کے مطابق اُن کی داخلی تنظیم کی جاتی ہے۔ اِن قواعد وضوابط کو مسلم فرقوں کے نمائندوں کی اسمبلیاں مرتب اور منظور کرتی ہیں۔

یہ اسمبلیاں مسلمانوں کے اعلیٰ ترین مذہبی ادارے ہیں۔ اِن اسمبلیوں کے انعقاد کے درمیانی وقفوں میں مسلمانوں کے اعلیٰ ترین مذہبی ادارے مذہبی بورڈ ہوتے ہیں جو ۹-۱۱ منتخب

تاشکند۔ مفتی ضیاءالدین باباخانوف نمازیوں سے خطاب کر رہے ہیں

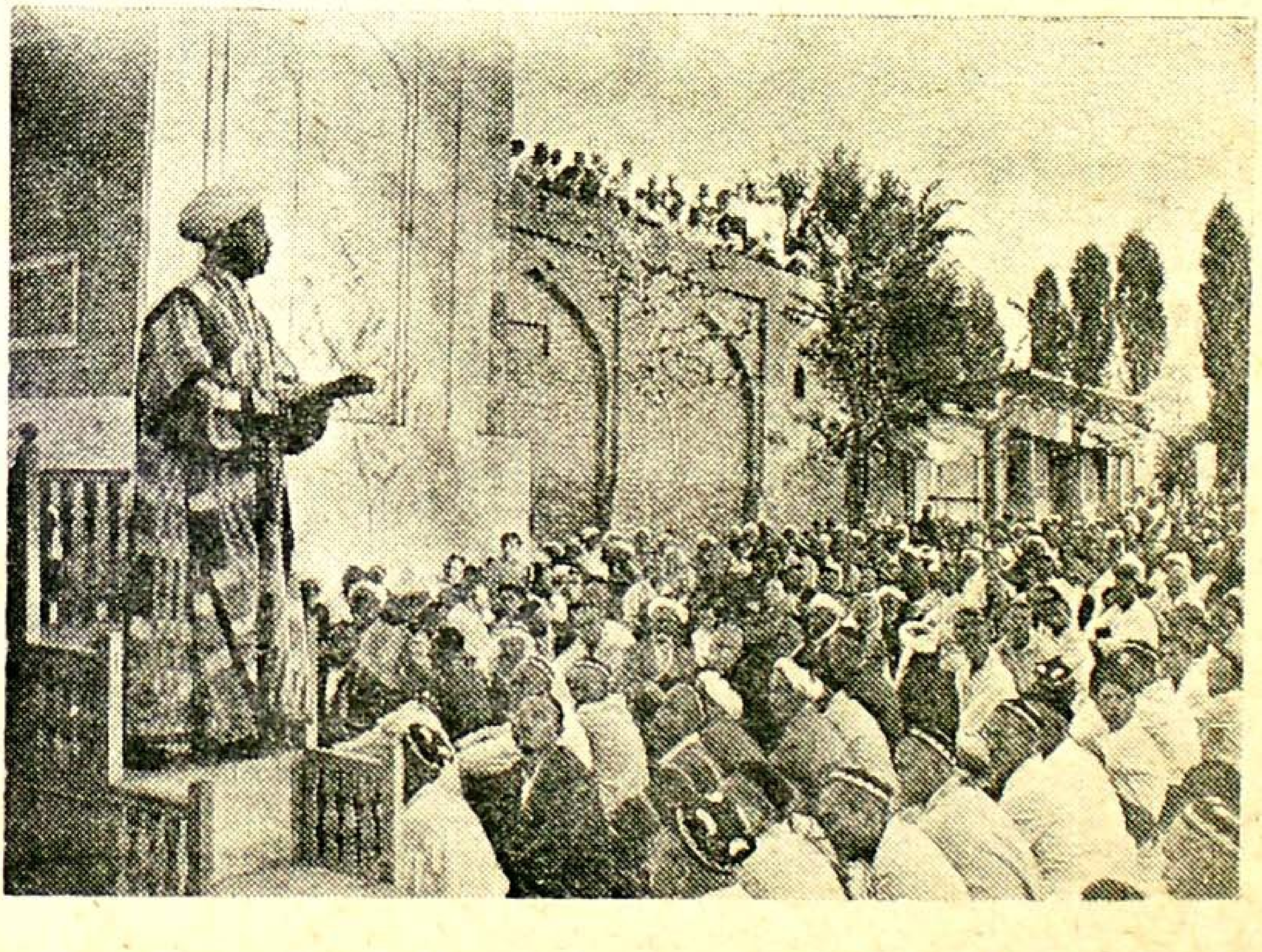

Marfat.com

شدہ ممبروں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ منتخب ممبر حسبِ قاعدہ وہ افراد ہوتے ہیں جنہیں مخصوص رقبوں (جمہوریہ، علاقہ، خطہ یا متعدد خطے) کے مسلمان مذہبی بورڈوں میں اپنی نمائندگی کرنے کا اختیار دیتے ہیں۔

مسلم مذہبی بورڈ دینیات، عقائد اور عبادات سے متعلق ایسے مسائل کو طے کرتے ہیں جن کی تشریح و تعبیر میں مشکلات، اختلافِ رائے یا غلطیاں پائی جاتی ہوں۔ مذہبی قوانین کے نکات سے متعلق مذہبی بورڈ کے فیصلوں کو مفتی یا شیخ الاسلام کے دستخطوں کے تحت مسلمانوں تک پہنچایا جاتا ہے۔ مفتی یا شیخ الاسلام کسی بھی شرعی مسئلہ کے متعلق فتویٰ جاری کر سکتے ہیں۔

دوسرے معاملات جن کو مذہبی بورڈ طے کرتے ہیں وہ یہ ہیں: مسلمانوں کے خطیبوں اور اماموں کا تقرر اور اماموں کی علمیت کی باقاعدہ جانچ کرنے کے بعد مسلمانوں کی طرف سے اُن کے انتخاب کی توثیق، مذہبی اُمور کے ناظموں کے تقرر، برطرفی یا تبادلے کے متعلق مسائل، اُن کے نام ضروری کاغذات کا اجراء، جمہوریتوں، علاقوں اور خطّوں میں مسلم فرقوں کی مذہبی سرگرمیوں کی عام نگرانی، مدرسوں کے نصابِ تعلیم اور اماموں کی تربیت سے متعلق جانچ پڑتال، مذہبی لٹریچر کی اشاعت، نئی مساجد کا افتتاح، مذہبی بورڈوں کے مالی اور کاروباری امور کا انتظام اور مقامی طور پر اُن کی نگرانی، حاجیوں کو مکہ معظمہ بھیجنے کا انتظام، بیرونی ممالک کے مسلم مذہبی اداروں سے روابط کا قیام نیز دوسرے کاروباری اور دینی امور کا انتظام وغیرہ۔

مذہبی بورڈ، حکومتِ سوویت اور اُن قومی خود مختار جمہوریتوں کی حکومتوں سے قریبی روابط رکھتے ہیں، جن کی علاقائی حدود میں وہ کام کرتے ہیں۔

مسلم جماعتیں

مسلم جماعتیں، مسلم مذہبی تنظیموں کی بنیاد اور اُن کی تعمیر کے اہم ترکیبی عناصر ہیں۔ سوویت

ریاست کے قوانین کے مطابق ۱۸ سال کے ہر ۲۰ مسلم افراد کو اپنی مذہبی ضروریات کی تکمیل کے لئے ایک مسلم جماعت کی تشکیل کا حق حاصل ہے۔ بلاشبہ مذہب کو ماننے والے اجتماعی طور پر ۲۰ سے کم افراد کے گروہوں میں بھی اپنی مذہبی ضروریات کی تکمیل کر سکتے ہیں لیکن مذکورہ بالا بنیاد پر بنی ہوئی مسلم جماعت کو ریاستی اداروں کے ساتھ تعلقات کے سلسلہ میں کہیں بہتر مواقع حاصل ہوتے ہیں۔ اُسے ریاست سے بلامعاوضہ اور مستقل طور پر مسجد کی عمارت اور اسکے لئے ضروری ساز وسامان حاصل کرنے کا حق ہوتا ہے۔ مسلمان حسب ضرورت نئی مساجد کھول سکتے ہیں۔ اگر کسی علاقہ میں مسجد نہ ہو تو مسلم جماعت کو میونسپلٹی کی کوئی عمارت یا کسی شخص کی نجی عمارت پٹہ پر لینے یا نئی مسجد تعمیر کرنے کا حق حاصل ہے۔

مسجد کی عمارت اور اُس کی املاک نیز جماعتی اُمور کے انتظام و انصرام کے لئے مسلم جماعت ایک مجلس متولیان منتخب کرتی ہے۔ یہ مجلس تمام کاروباری اُمور مثلاً مسجد کا ضروری سامان، مذہبی لٹریچر، مسجد کی مرمت اور بحالی کیلئے عمارتی سامان اور جماعتی ضروریات کے مطابق ذرائع نقل وحمل مہیا کرنے کی ذمہ دار ہوتی ہے۔

مسلم جماعتوں کی تمام مذہبی سرگرمیوں کی رہنمائی خطیب اور امام کرتے ہیں۔ تمام دینی منصب داروں کو مسلم جماعت کے سرمایہ سے ماہانہ تنخواہیں دی جاتی ہیں۔ اسکے علاوہ مختلف مذہبی فرائض کی انجام دہی کیلئے مسلمان براہ راست معاوضہ بھی ادا کرتے ہیں۔

مذہبی تہوار اور رسوم

مساجد مسلم جماعتوں کی مذہبی زندگی کا محور ہیں۔ یہاں مسلمان عام نمازیں، جمعہ کی نماز اور نمازِ عیدین پڑھتے ہیں۔ وہ یہاں اپنے تہوار بڑے جوش و مسرت سے مناتے ہیں۔

Marfat.com

تاشکند۔ بارک خاں مدرسہ میں نماز عید

Marfat.com

سوویت یونین میں مسلمان اپنے تمام مذہبی تہوار مناتے ہیں۔ بڑے تہوار یہ ہیں:۔

یکم محرم الحرام ـــــــ نئے سال کا پہلا دن۔

۱۱ اور ۱۲ ربیع الاوّل ـــــــ پیغمبر اسلامؐ کا یومِ پیدائش۔

۲۷ رجب المرجب ـــــــ معراج

یکم رمضان المبارک ـــــــ ماہِ صیام کا پہلا دن

دستور کے مطابق رمضان کے سارے مہینے مساجد میں نماز تراویح پڑھی جاتی ہے اور قرآن شریف کی تلاوت مسجدوں کے علاوہ گھروں پر بھی کی جاتی ہے۔ ماہ رمضان میں سارے قرآن شریف کی تلاوت پارہ بہ پارہ کی جاتی ہے۔ بہترین قاری جنہیں وسطی ایشیا میں "اتالیق" کہا جاتا ہے مسلمانوں کے گھروں اور مساجد میں مدعو کئے جاتے ہیں، بالخصوص ۲۷ رمضان کو رات کے وقت تمام مساجد میں بڑے خشوع و خضوع کیساتھ نمازیں پڑھی جاتی ہیں۔ بہت سے مسلمان لیلۃ القدر کے موقع پر رات مسجدوں میں ہی گذارتے ہیں۔

عید الفطر (اکنشک بیرام) ۱۔۳ شوال کو مسلسل تین دن منائی جاتی ہے۔ عید کے دن صبح سے لیکر شام تک مسلمان ملاقاتوں اور دعوتوں میں مصروف رہتے ہیں، تحفے دیتے ہیں اور مذہبی فریضے کے مطابق فطرہ ادا کرتے ہیں۔ عام طور پر خاندان کا سربراہ اپنی اور خاندان کے افراد کی طرف سے فطرہ کی رقم مسجد کی فلاح و بہبود کیلئے دے دیتا ہے۔ عام دستور کے مطابق مسجد میں نمازِ عید ادا کرنیکے بعد لوگ اپنے مرحوم رشتہ داروں کی فاتحہ خوانی کے لئے قبرستان جاتے ہیں اور اپنے ایسے رشتہ داروں کے ہاں بھی جاتے ہیں جن کا کوئی عزیز پچھلی عید الفطر کے بعد مرگیا ہو۔ عید کے موقع پر ہر گھر میں مسرت کا دور دورہ ہوتا ہے۔

یومِ عرفات ۹ ذی الحجہ کو منایا جاتا ہے۔

Marfat.com

عیدالاضحیٰ (قربان بیرام) ۱۰ ذی الحجہ کو منائی جاتی ہے۔ اس دن مسجدوں میں نماز ادا کی جاتی ہے۔ اور گھروں پر قربانی کا فریضہ ادا ہوتا ہے۔

مذکورہ بالا تہوار سنی اور شیعہ دونوں مناتے ہیں لیکن شیعہ اپنے مخصوص تہوار اور تاریخی دن بھی مناتے ہیں۔ مثلاً ۵ ربیع الاول کو وہ حضرت امام حسینؑ کا یوم ولادت مناتے ہیں۔ حضرت امام حسینؑ کا یوم شہادت یعنی عاشورہ ۹ اور ۱۰ محرم کو ہوتا ہے اور شیعہ حضرات امام حسینؑ کا سوگ ۲۰ صفر تک جاری رکھتے ہیں اور اس کیساتھ ہی حضرت امام حسنؑ کا سوگ شروع ہو جاتا ہے شیعوں کے لئے محرم کا مہینہ سوگ، غم اور ماتم کا مہینہ ہوتا ہے۔

مسلم تہوار خاص کر عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ بڑے جوش و خروش سے منائے جاتے ہیں۔ ان موقعوں پر ہزاروں مسلمان مسجدوں میں جمع ہوتے ہیں۔ جمعے کے دن اور تہواروں پر مسلم عورتیں بھی مساجد میں نماز ادا کرتی ہیں۔ لیکن اُن کے لئے مردوں سے الگ انتظام ہوتا ہے۔ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے موقع پر ماسکو میں تقریباً آٹھ ہزار مسلمان جمع ہوتے ہیں اور تاشقند کی شاندار ۱۶ مسجدوں میں سے صرف ایک مسجد تلہ شیخ میں ہی دس بارہ ہزار نمازیوں کا اجتماع ہوتا ہے۔

سوویت یونین کے مسلمان اپنے مذہبی فرائض جن میں تجہیز و تکفین، نام رکھائی اور شادی بیاہ کے رسوم بھی شامل ہیں، پوری آزادی کیساتھ ادا کرتے ہیں۔ ان رسوم کی ادائیگی کے سلسلہ میں گھروں پر بڑی بڑی دعوتیں ہوتی ہیں۔ مثلاً بچہ کی پیدائش، نام رکھائی اور ختنے کے موقع پر، خاندان کا سربراہ بھاری ضیافت کا انتظام کرتا ہے مسلمانوں میں نکاح کی رسم اسلام کے احکام کے مطابق سرانجام دی جاتی ہے۔ یہ موقعہ دولہا، دلہن اور مدعو کئے ہوئے رشتہ داروں اور دوستوں کے لئے ایک بڑے تہوار کی حیثیت رکھتا ہے۔

سوویت یونین میں بڑے بڑے مسلم اولیاء اور مسلم تاریخ کی بعض عظیم شخصیتوں کے مزارات

Marfat.com

ہیں جن کو مسلمانوں کی خواہش کے مطابق حکومت نے مسلم مذہبی تنظیموں کی تحویل میں دے دیا ہے۔
ان قیمتی تاریخی عمارات کی دیکھ بھال کیلئے مُسلم مذہبی تنظیموں کی طرف سے شیخ مقرر کر دیئے گئے ہیں۔
جن کے فرائض میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ زائرین کو مقبروں میں دفن شدہ بزرگوں کے متعلق تمام معلومات فراہم کریں۔

سوویت یونین میں دینی تعلیم کا نظام

مذہب (چرچ) کی ریاست سے اور تعلیم کی مذہب (چرچ) سے علیحدگی کے فرمان میں

اُزبک اجتماعی فارم کا کلب زرکند (علاقہ فرغانہ)

Marfat.com

صاف صاف بیان کر دیا گیا ہے کہ سوویت شہریوں کو ریاستی اسکولوں میں مذہبی تعلیم نہیں دی جائیگی لیکن شہری نجی طور پر مذہبی تعلیم دینے اور حاصل کرنے کا بندوبست کر سکتے ہیں۔"

اس اصول کے پیش نظر مذہبی تنظیموں کی ضروریات کو ملحوظ رکھتے ہوئے سوویت ریاست انہیں مذہبی درسگاہیں کھولنے کی اجازت دیتی ہے۔

پھر دینی تعلیم دینے والے مسلم مذہبی اسکولوں یعنی مدرسوں کی قانونی حیثیت کیا ہے؟ اس سلسلہ میں یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ مذہبی تعلیمی ادارے مذہب اور ریاستی تعلیمی اداروں سے

میر بشیر قاسموف اجتماعی فارم لائبریری (آذربائیجان جمہوریہ)

Marfat.com

بحث کرنے والے سوویت قوانین کے تحت، نہیں آتے اور نہ مذہبی تنظیموں کے ماتحت ہوتے ہیں۔ کیونکہ مذہب کو ریاست سے الگ کر دیا گیا ہے۔

اِس طرح قدرتی طور پر، مذہبی تعلیم، مذہبی اسکولوں کی تنظیم اور اُن کا اندرونی نظم و نسق مذہبی تنظیموں کے سپرد ہے۔

عام طور سے طالب علموں کو مدرسوں میں اُسی وقت داخل کیا جاتا ہے جب وہ حسب معمول یا اسکولوں میں ابتدائی یا مڈل جماعت تک تعلیم حاصل کر چکتے ہیں۔ مثال کے طور پر یوسف خاں شاکر خوجائیف کا نام لیا جا سکتا ہے، جو بخارا کے مدرسۂ میر عرب کا ایک گریجویٹ ہے اور اب قاہرہ کی الازہر یونیورسٹی میں تعلیم پا رہا ہے۔ اُسنے مذہبی اسکول میں داخلہ سے پہلے مڈل جماعت تک تعلیم حاصل کی۔ مدرسے کے چند طالب علموں نے ٹیکنیکل اور دوسرے مخصوص فنی مڈل اسکولوں کی تعلیم ختم کر لی تھی۔

جہاں تک مذہبی تعلیم کا تعلق ہے، عام طور پر خاندان کا سربراہ خود ہی بچّوں کو مذہب کی ضروریات اور تصورات سے آگاہ کرتا ہے۔ ہر شخص اپنی قابلیت اور سمجھ بوجھ کے مطابق یہ تعلیم دیتا ہے۔ اِس قسم کی گھریلو تیاری کے بعد اگر والدین چاہیں تو ایک خانگی معلّم مقرر کر دیتے ہیں جو بچّوں کی مذہبی تعلیم کو جاری رکھتا ہے۔

وسطی ایشیا اور داغستان کے علماء انفرادی طور پر کئی کئی شاگرد رکھتے ہیں۔ اِس طرح اُن کو اکثر دینیات کے قابل طالب علموں کا پتہ چل جاتا ہے۔ جسکے بعد اُنہیں کسی دینی مدرسہ میں داخل کرانے کے لئے مذہبی بورڈ کو سفارش کی جاتی ہے۔

مثال کے طور پر بخارا کے مدرسۂ میر عرب کو پیش کیا جا سکتا ہے جو وسطی ایشیا اور داغستان کے مُسلم مذہبی بورڈ کے ماتحت ہے۔

سوویت یونین کے تمام حصّوں سے مُسلم نوجوان میر عرب مدرسہ میں حصولِ تعلیم کے لئے آتے

Marfat.com

ہیں جہاں اُنھیں دینیات کے مختلف شعبوں میں تجربہ کار اساتذہ کی رہنمائی میسر ہوتی ہے۔ مدرسے کے صدر اسمٰعیل مخدوم ابن ہیں جو ایک خاندانی مذہبی شخصیت ہیں۔

اِس مدرسے میں نصاب تعلیم نو سال کا ہے۔ پہلے پانچ سال میں طالب علم ٹدل جماعت تک اور باقی چار سال میں اعلیٰ دینی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

بخارا مدرسہ ایک اقامتی اسکول ہے۔ طالب علم وہاں رہتے ہیں اور اُن کے تمام اخراجات اُس مذہبی بورڈ کے ذمّے ہوتے ہیں جو انہیں وہاں بھیجتا ہے۔ طلباء عموماً گرمیوں کی چھٹیوں میں اپنے گھروں کو جاتے ہیں۔

مدرسے کے فارغ التحصیل افراد کو مذہبی بورڈ، اُن کی عمر اور قابلیت کے مطابق مُسلم جماعتوں کے امام اور خطیب یا مزارات کے شیخ کی حیثیت سے مقرر کر دیتا ہے۔ زیادہ لائق طالب علموں کو مدرسہ ہی میں معلّمی کے منصب پر مقرر کر دیا جاتا ہے۔

تاشقند کے ایک اجتماعی فارم کی نرسری

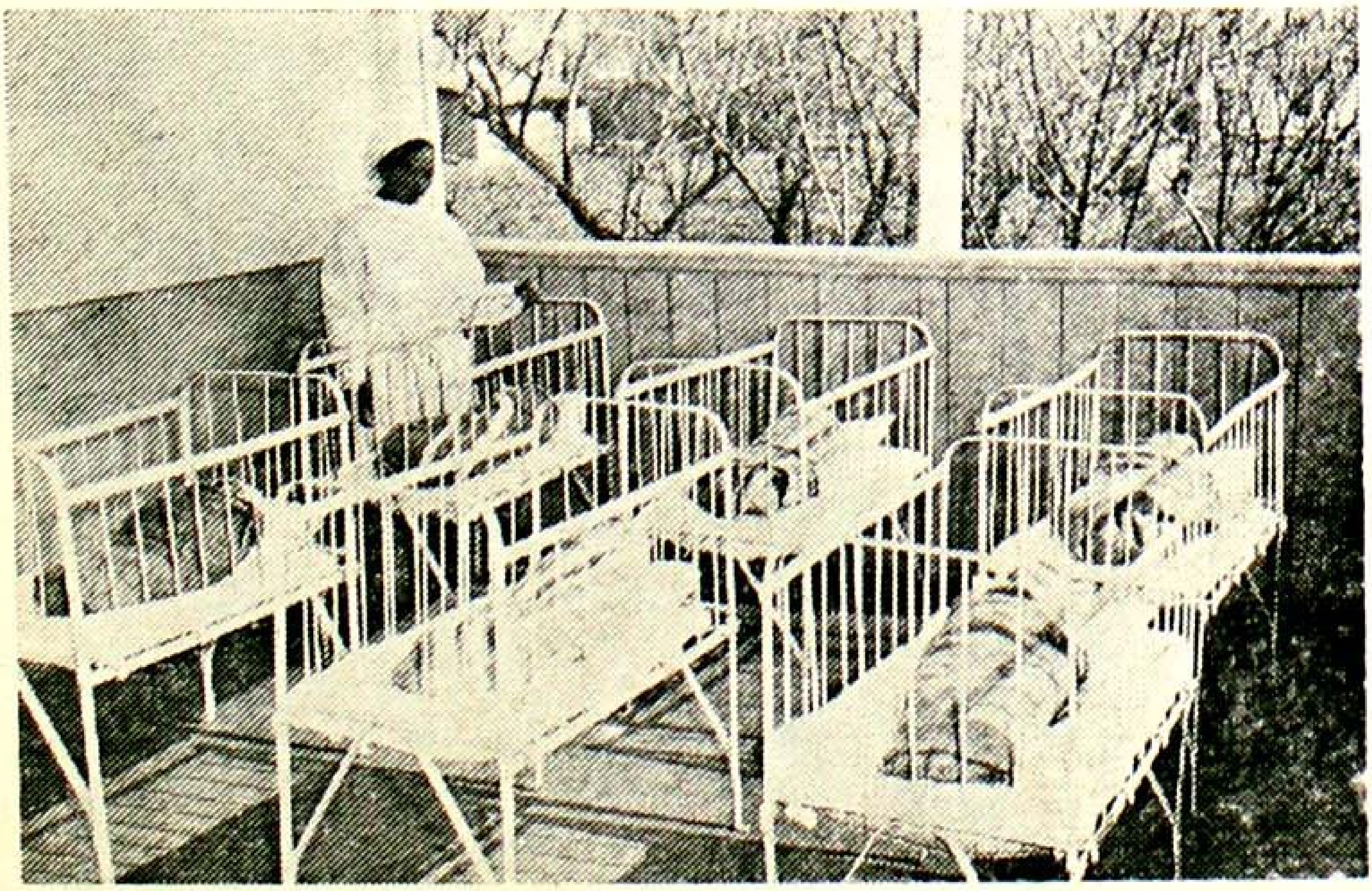

Marfat.com

تاشقند میں برک خان مدرسہ تقریباً اسی طریق کار پر عمل پیرا ہے ۔ یہ بھی وسطی ایشیاء کے مسلمانوں کی مشہور اور مستند دینی درسگاہوں میں شمار ہوتا ہے ۔ مدرسے کے صدر قاضی خواجہ صادق خوجائیف ہیں ۔ جو مذہبی بورڈ کے رکن ہیں ۔ مفتی ضیاء الدین باباخانوف بھی اس مدرسہ میں دینی تعلیم و تربیت کے لئے بہت کچھ کر رہے ہیں ۔

مسلمانوں میں یہ عام دستور رہا ہے کہ دینیات کے بہترین طالب علموں کو مشہور اور مستند بیرونی مذہبی درسگاہوں میں بھیجا جاتا ہے ۔ سوویت یونین کے مسلمانوں نے اس روایت کو آج تک قائم رکھا ہے ۔ چنانچہ وسطی ایشیا اور کزاخستان کے مسلم مذہبی بورڈ نے ۱۹۵۵ء میں میر عرب مدرسے کے طلباء کے ایک گروہ کو اعلیٰ دینی تعلیم کے لئے مشہور مسلم یونیورسٹی "الازہر" میں بھیجا ۔ اسکے بعد ۱۹۵۷ء میں طلباء کا ایک اور گروہ وہاں بھیجا گیا ۔

سفرِ حج

سوویت یونین کے مسلمان ہر سال فریضۂ حج ادا کرتے ہیں ۔ اور مقدس مقامات کی زیارت بھی کرتے ہیں ۔ مکہ معظمہ میں وہ تمام دنیا کے حجاج سے ملتے ہیں ، جو سوویت یونین کے مسلمانوں کی زندگی میں بہت زیادہ دلچسپی لے رہے ہیں ۔ مکہ معظمہ ، مدینہ منورہ اور قاہرہ میں سوویت یونین کے حاجی اسلام کے ممتاز رہنماؤں سے ملتے ہیں ۔ کئی دفعہ سوویت یونین کے حاجیوں کے گروہوں کو شیخ الازہر شیخ عبدالرحمٰن تاج نے مدعو کیا ۔ اور قاہرہ کے اخبار "الجمہوریہ" کی اطلاع کے مطابق انہیں حاجیوں سے یہ معلوم ہو کر بڑی مسرت ہوئی کہ سوویت یونین میں مذہب اسلام کو مکمل آزادی حاصل ہے اور وہاں مسلمان فراغت کی زندگی گذار رہے ہیں ۔

۱۹۴۴ء میں سوویت یونین کے حاجیوں نے الازہر میں دینیات کے طریقۂ تعلیم کے متعلق

Marfat.com

تخت سلیمان مسجد کے علماء کی کونسل

Marfat.com

معلومات فراہم کیں اور وہاں بخارا کے مدرسۂ میر عرب کے طلباء کی تعلیم کیلئے انتظامات کئے۔ شیخ عبدالرحمن تاآج نے اُن کو دینیات پر قیمتی کتابیں عنایت کیں اور ان میں سے ہر ایک کو قرآن پاک کا آٹوگراف نسخہ تحفتہً مرحمت فرمایا۔

مسلمانوں کا مذہبی لیٹریچر

اگر آپ تاشقند، اُوفا یا باکو کے مسلم مذہبی بورڈوں یا تاشقند، کازان، ماسکو اور لینن گراد کی مساجد میں جائیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ سوویت یونین کے مسلمانوں نے کتنے اشتیاق کیساتھ اپنے مذہبی لٹریچر کو محفوظ رکھا ہے۔ مذہبی بورڈوں اور مساجد کی لائبریریوں میں کتابوں کی بہت بڑی تعداد موجود ہے جن میں قرآن پاک اور احادیث کے مختلف نسخے عربی، ترکی اور فارسی زبانوں میں نمایاں مسلم علماء اور مورخین کی نایاب تصانیف اور مشہور مقامی علماء کے قلمی کارنامے شامل ہیں۔

تاشقند میں وسطی ایشیا اور کزاخستان کے مسلم مذہبی بورڈ کی لائبریری میں قرآن پاک کے نادر نسخوں کا ایک بہت بڑا مجموعہ موجود ہے۔ اُن میں تیموری عہد کے قرآن پاک کے مطلا و منقش نسخے اور صدیوں پرانی نایاب دستاویزیں ہیں۔ نامعلوم مصنفین کے ہنرمند ہاتھوں نے بڑی محنت سے قرآن پاک کا ہر لفظ لکھا اور ہر صفحہ کو عربی طرز کی گلکاری سے مزین کیا۔ بلاشبہ یہ کتابیں گرانمایہ تبرکات میں سے ہیں۔
۱۹۵۳ء میں حج کے موقع پر کزاخستان اور وسطی ایشیا کے مسلم مذہبی بورڈ کے نائب صدر قاضی ضیاءالدین نے اپنے والد کی طرف سے مصر کے مفتی اعظم اور شیخ کعبہ کو قرآن پاک کے قلمی نسخے پیش کئے۔

مذہبی بورڈوں اور مسجدوں کے کتب خانوں اور مسلمانوں کی ذاتی لائبریریوں کو مسلسل طور پر فروغ حاصل ہو رہا ہے۔ وسطی ایشیا اور کزاخستان کے مسلم مذہبی بورڈ کی لائبریری میں جاکر

Marfat.com

ہم نے بہت سی ایسی مذہبی تصانیف دیکھیں جو سوویت دور میں شائع ہوئی ہیں۔

مذہبی بورڈ باقاعدہ طور پر مسلم کیلنڈر، قرآن پاک کے نئے ایڈیشن اور مسلم اکابرین کی تصانیف شائع کرتے ہیں اور گاہے بگاہے مسلمانوں اور مذہبی کارکنوں کی رہنمائی کے لئے مختلف سوالات پر شرعی فتاوے صادر کرتے ہیں۔ مثلاً ۱۹۴۵ء میں سوویت یونین کے یورپی حصے اور سائبیریا کے مذہبی بورڈ کے صدر مرحوم مفتی عبدالرحمٰن رسولیف نے "تاتاری زبان میں ایک کتاب تصنیف کی اس

فردوسی پبلک لائبریری۔ استالن آباد (تاجک جمہوریہ)

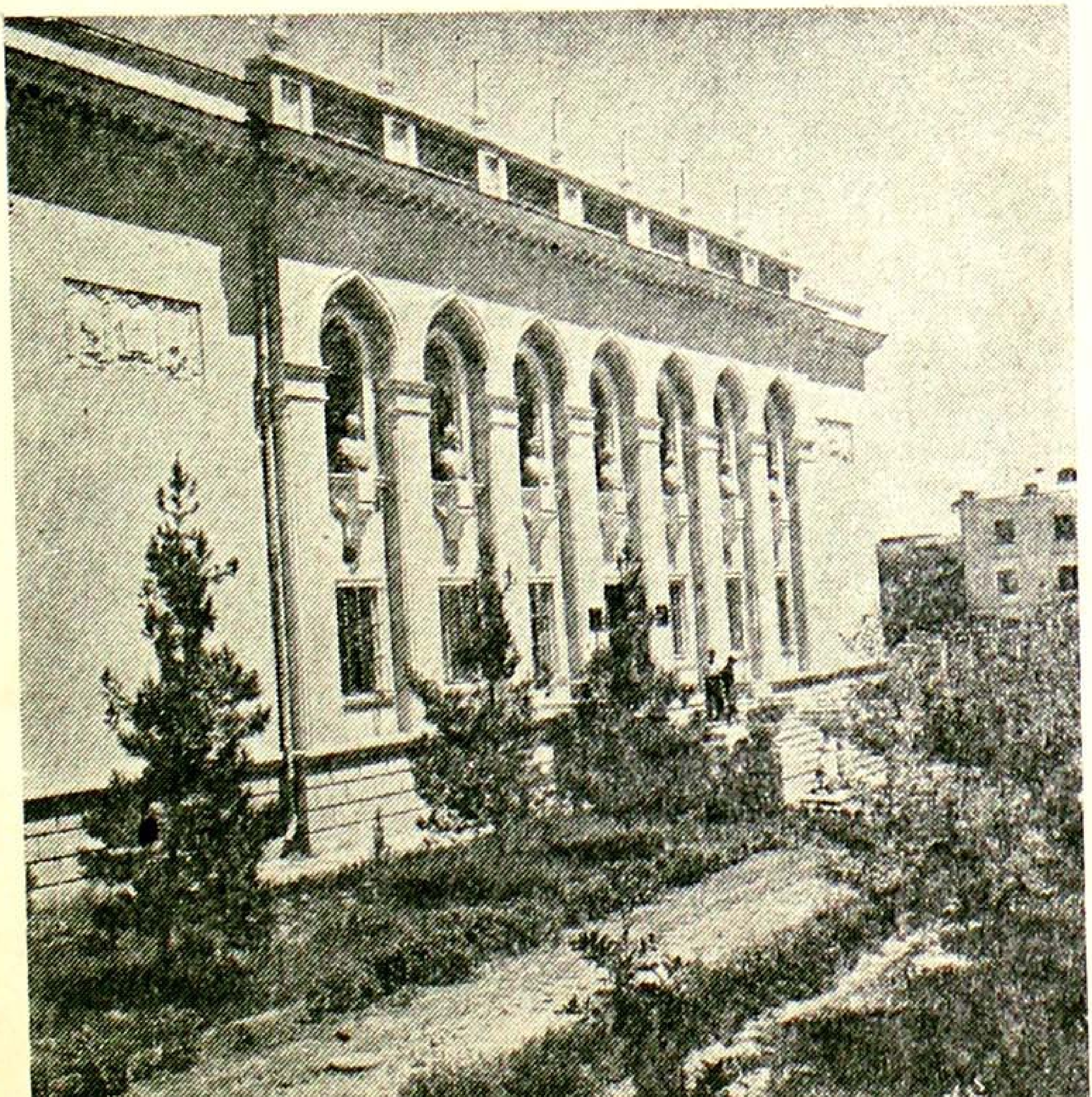

Marfat.com

کتاب میں اسلام کے بنیادی ارکان کے سلسلے میں مسلمانوں کے فرائض کی وضاحت کی گئی تھی اور جا بجا نمازوں کے متعلق اہم تفصیلات بتائی گئی تھیں۔

چند سال پہلے داغستان کی بڑی زبانوں کو میک، درغین اور آوار میں تصوّف کے مسائل پر ایک جامع کتاب شائع ہوئی۔ یہ کتاب داغستان اور شمالی قفقاز کے مُسلم مذہبی بورڈ کے صدر مفتی محمد حاجی قربانوف نے تصنیف کی تھی۔

۱۹۵۶ء کے اوائل میں داغستان اور وسطی ایشیا کے مُسلم مذہبی بورڈ نے تاشقند میں قرآن مجید کا ایک نیا ایڈیشن شائع کیا۔ سالِ رواں کے موسم خزاں میں سوویت یونین کے یورپی حصے اور سائبیریا کے مُسلم مذہبی بورڈ نے قرآنِ پاک کا ایک اور ایڈیشن شائع کیا۔ یہ دونوں ایڈیشن مسلمانوں میں فروخت ہوئے اور مذہبی بورڈوں، مسجدوں اور نجی لائبریریوں کی زینت بنے۔

سوویت یونین کے یورپی حصے اور سائبیریا کے مُسلم مذہبی بورڈ کے صدر مفتی شاکر خیال الدینوف نے حال ہی میں ایک نئی کتاب لکھی ہے جس کا نام "اسلام اور عبادات" ہے۔

تمام مذہبی مطبوعات کی لاگت مذہبی بورڈ ادا کرتے ہیں، جو کتابوں کی قیمت مقرر کرتے اور انہیں فروخت کرتے ہیں۔

مذہبی لٹریچر ریاستی چھاپہ خانوں میں چھپتا ہے۔ چھپائی کا تمام ضروری سامان مذہبی بورڈوں کو ریاستی قیمتوں پر متعلقہ ریاستی اداروں سے ملتا ہے۔

مُسلمانوں کی تاریخی عمارات

سوویت حکومت نے ملک کی تمام مسجدوں، مدرسوں اور مُسلم تاریخ سے متعلق یادگاری عمارات کو

Marfat.com

مُسلم تنظیموں کی تحویل میں دے دیا ہے۔ سوویت یونین میں کئی ہزار مسجدیں ہیں۔ صرف تاشقند میں ہی سو وسیع اور شاندار مسجدیں ہیں۔ لیکن اگر انہیں چھوٹی مسجدوں کیساتھ ملا کر گنا جائے تو کل تعداد ایک سو سے بھی تجاوز کر جاتی ہے۔ تاشقند میں تلہ شیخ مفتی مسجد جیسی قدیم مساجد بھی ہیں اور رکات مرزا یوسف قزل توش، ارکا کوچہ وغیرہ جیسی جدید مساجد بھی۔

سوویت مشرق کی جمہوریتیں قدیم اور عالیشان ثقافت کا گہوارہ رہی ہیں۔ وہاں کے عوام نے دنیا کے فنونِ لطیفہ کے خزانوں میں عظیم اضافہ کیا ہے اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ اُن کی نطانت کا اظہار خصوصاً فنِ تعمیرات میں ہوا ہے۔

کثیر التعداد مسجدیں، مدرسے اور مقبرے جو مسلم جماعتوں اور اُن کے مذہبی مراکز کی تحویل میں ہیں نہایت خوبصورت عمارات ہیں اور عوام کے فنِ تعمیرات کے بہترین نمونے پیش کرتی ہیں بہت سی قدیم تاریخی یادگاریں خود ریاست کے تحفظ میں ہیں، جو باقاعدہ طور پر اُن کی مرمت کراتی رہتی ہے۔

یہ انمول پتھر کی کتابیں اپنے خالقوں یعنی عوام کی عظیم اور دلچسپ کہانی سُناتی ہیں۔ اِن میں سے بعض مُسلمانوں کے نزدیک مقدس ہیں۔ جن میں کئی نسلوں کا آرٹ اور شوقِ تخلیق مستور ہے۔ بہت سی یادگاروں کی تعمیر ممتاز مُسلم مشاہیر کے ناموں سے وابستہ ہے۔

مثال کے طور پر ترکمانیہ میں مرو (جس کا نام اب ماری ہے) کے نزدیک ایک مسجد ہے جو ۱۰۶۹ء میں تعمیر ہوئی لیکن آج تک محفوظ ہے۔ لوگ اسے ہمدانی مسجد کہتے ہیں۔ یہ نام ممتاز مسلم رہنما حاجی یوسف ہمدانی کی یاد میں رکھا گیا تھا جو بیرونی حملہ آوروں کے خلاف وسطِ ایشیا کے عوام کی جدوجہدِ آزادی کے رہنماؤں میں سے تھے۔ اس مسجد میں آج تک نماز پنجگانہ ادا کی جاتی ہے اور تہواروں پر ترکمانیہ کے تمام علاقوں کے لوگ یہاں جمع ہوتے ہیں۔

ماری شہر کے قریبی علاقہ میں ایک پُرانی عمارت ہے جو وسطی ایشیا کی قدیم ترین یادگاری عمارتوں

Marfat.com

اوغلوخان دہقانووا

"سوشلسٹ محنت کی ہیرو" گلستان دیہی سوویت کی نائب صدر اور لینن اجتماعی فارم کی ٹیم لیڈر

Marfat.com

میں سے ہے۔ یہ سلطان سنجک کا مقبرہ ہے جنہے حاجی ہمدانی کی جد و جہد کو جاری رکھا۔ عمارت مذکورہ بارہویں صدی میں تعمیر کی گئی تھی لیکن آج تک محفوظ ہے۔ اس کی سادگی، نزاکت، مخصوص قومی نقش و نگار کی ندرت اور آٹھ صدی گذرنے پر بھی استر کاری کے رنگوں کی تازگی و تابانی، تعمیراتی ماہرین کو متحیر کرتی ہے۔ تاجکستان میں حاجی ہمدانی کا نام اُن کی قبر پر بنے ہوئے شاندار مقبرے کی وجہ سے لافانی ہوگیا ہے۔ مقبرہ ہمدانی ایک مقدس مقام ہے جہاں مسلمان نہ صرف تاجکستان سے بلکہ وسطی ایشیا کے دوسرے علاقوں سے بھی زیارت کے لئے جاتے ہیں۔ مشہور مسلم بزرگ مولانا یعقوب چرخی کا مقبرہ بھی تاجکستان کے مسلمانوں میں بہت احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ یہ مقدس مقامات وسطی ایشیا کے مسلم مذہبی بورڈ کی تحویل میں ہیں۔

اُزبک عوام کا تعمیراتی ورثہ نہایت عظیم ہے۔ یہاں تاریخی یادگاریں اور نفیس عمارات کی اکثریت تیمور کے عہد میں بنائی گئی تھیں۔ خود نما بادشاہ کے حکم پر لاقانونیت اور استبداد کے خوفناک حالات میں کام کرتے ہوئے سینکڑوں ملکی اور غیر ملکی ہنرمند کاریگروں نے آنے والی نسلوں کے لئے یہ فنی جواہر ریزے تخلیق کئے۔

ممتاز ترین عوامی تخلیقات کا جھرمٹ قدیم سمرقند میں ہے۔ یہ شہر تیمور لنگ کی وسیع سلطنت کا دارالخلافہ تھا اور اُسے "چہرۂ زمین کہا جاتا تھا۔

تیمور لنگ کی بنائی ہوئی بی بی خانم جامع مسجد جس کا نام اسکی پہلی بیوی کے نام پر رکھا گیا تھا۔ پانچ صدی تک اُزبک سرزمین کی زینت بنی رہی۔ گذشتہ صدی کے اواخر میں اس مسجد کو زلزلے سے بہت بڑا نقصان پہنچا لیکن مسلمان اب بھی وہاں جاتے ہیں اور اُن میں اس ضرر رسیدہ مسجد کی خوبصورتی کے افسانے چکر لگاتے ہیں اور نئی نسلوں تک پہنچتے ہیں۔ بی بی خانم مسجد کی بنیاد ۱۳۹۹ء

میں پڑی۔ یہ تیمور کی ایک بڑی فتح کی یاد میں بنائی گئی تھی جو اسے دہلی کے قریبی علاقے میں حاصل ہوئی تھی۔ اس کی تعمیر ۱۴۰۴ء میں مکمل ہوئی۔ تیمور لنگ کی آرزو تھی کہ یہ مسجد خوبصورتی میں اُن تمام مساجد سے سبقت لیجائے جو اُسنے مختلف ملکوں میں متعدد مہموں کے دوران دیکھی تھیں۔ اور بلاشبہ عوام نے فنِ تعمیر کا ایک نادر نمونہ تخلیق کر دکھایا۔

تیمور لنگ کا مورخ علی یزدی جو عام طور پر شرف الدین کے نام سے مشہور رہے، ظفرنامے

ایک قدیم دینی مرکز دارالعلوم بخارا (ازبک جمہوریہ)

میں اِس مسجد کے متعلق لکھتا ہے :

" اِس کا گنبد تن تنہا نظر آتا اگر آسمان اس کی ہو بہو نقل نہ ہوتا اور محراب اپنی مثال آپ ہوتی اگر کہکشاں اِسکے ساتھ جوڑا نہ ملاتی۔ اسکی ہر دیوار کے چو گوشے میں مینار سر اُٹھائے ہوئے ہیں اور اُن کی یہ آواز چار دانگ عالم میں گونجتی ہے کہ ہم اپنے کارناموں ہی سے پہچانے جاتے ہیں "۔

سمرقند کی تاریخی یادگاروں میں مسلمانوں کی ایک مشہور زیارت گاہ مقبرہ گورِ امیر ہے۔ اسے ۱۴۰۴۔۱۴۰۵ء میں تیمور لنگ کے حکم سے اُسکے چہیتے پوتے اور قانونی جانشین محمد سلطان کی قبر پر تعمیر کیا گیا تھا جو ۱۴۰۳ء میں فوت ہوا۔ بعد میں محترم بزرگ سعید برکی کو یہاں دفن کیا گیا جن کے قدموں میں جلد ہی خود امیر تیمور کے جسدِ خاکی کو جگہ ملی۔ اِس نسبت سے اِس مقبرہ کا نام گورِ امیر پڑ گیا جسکے معنیٰ ہیں "امیر کی قبر"۔

اِس مقبرے کے اندرونی حصے میں قبروں پر اعلیٰ ترین نقش کاری کے نمونے پائے جاتے ہیں۔ تیمور کی وفات کے بعد یہ مقبرہ اُس کی اولاد کے لئے مخصوص ہو گیا تھا۔ تیمور کے دو بیٹے شاہ رخ اور میرانشیخ اور تیموری خاندان کے آخری بادشاہ الوغ بک گورگانی کو بھی وہیں دفن کیا گیا تھا۔

تیمور کا پوتا الوغ بک اپنے وقت کا مشہور عالم تھا۔ اُسنے فلکیات پر ممتاز تصانیف چھوڑی ہیں۔ اِسکے حکم پر مدرسے کھولے گئے اور بہت سی کتابیں لکھی گئیں۔ یہی وجہ ہے کہ لوگوں کے دلوں میں اِس عالم حکمران کی یاد اب تک تازہ ہے۔ سمرقند سے کچھ فاصلہ پر حال ہی میں زمین میں دبی ہوئی ایک پتھر کی عمارت کا انکشاف ہوا تھا، جسکے متعلق ثابت ہو چکا ہے کہ وہ الوغ کی رصد گاہ تھی حکومت نے اِس تاریخی یادگار کی مرمت کرائی اور اُسے اپنی تحویل میں لے لیا۔

ایک اور یادگار جو الوغ بک کے نام سے وابستہ ہے اب تک محفوظ ہے اور اُس کی بہت دیکھ بھال

Marfat.com

کی جاتی ہے۔ یہ سمرقند میں الوغ بک کا مدرسہ ہے۔

"اِس سائنس گاہ کے بانی ..... امن اور ایقان کے محافظ الوغ بک گورگانی نے یہ فلک بوس عمارت بنوائی جس کا وزن زمین کے پہاڑوں کو تھرّاتا ہے" یہ عبارت مدرسہ کی پیش دیوار پر لکھی ہوئی ہے۔ یہ مدرسہ جو پندرہویں صدی کے اوائل میں، الوغ بک کی زندگی ہی میں تعمیر ہوا تھا جاگیرداری عہد کے وسطی ایشیا کی عظیم الشان عمارت کا ایک مخصوص نمونہ ہے۔ یہ ایک مُربع صحن ہے جو اندر کی طرف گیلریوں سے گھرا ہوا ہے، گیلریوں میں پڑھائی کے کمروں اور طلباء کے کمروں کی کھڑکیاں کھلتی ہیں۔ مدرسہ کا صدر دروازہ ایک عظیم الشان پھاٹک ہے جسکے دونوں شانوں پر دو پُرشکوہ مینار ہیں۔

مدرسہ الوغ بک کے بالمقابل چوک سے پرے شیر در مدرسہ بنا ہوا ہے۔ دونوں کے پھاٹک آمنے سامنے ہیں۔ تلہ کاری چوک کے پہلو میں تیسرے مدرسہ کی عمارت واقع ہے۔ یہ دونوں عمارات سترھویں صدی میں بنائی گئی تھیں۔ الوغ بک کے مدرسے کے ساتھ مل کر یہ دونوں عمارات قدیم سمرقند کے مرکزی چوک، راغستان پر خوبصورت عمارات کا ایک حسین مجموعہ بناتی ہیں۔

سمرقند یا تمام وسطی ایشیا میں ایک بھی ایسی تاریخی عمارت نہیں جو نزاکت، حُسن اور تنوع میں ان یادگاری عمارتوں کے مجموعہ کا مقابلہ کر سکے جسے عام طور پر شاہ زندہ کہتے ہیں۔ یہ مجموعہ سمرقند کے قدیم شہر میں افراسیاب پہاڑی کے جنوبی ڈھلوان پر واقع ہے۔ اور خوبصورت ترین تعمیری نمونہ ہونے کے ساتھ ساتھ وسطی ایشیا کے مسلمانوں کے لئے مقدس ترین مقام بھی ہے۔ روایت کے مطابق ۷۷۶ء میں پیغمبر اسلامؐ کے چچا زاد بھائی قاسم بن عباسؓ کو جو "شاہ زندہ" کے نام سے مشہور ہوئے یہاں دفن کیا گیا تھا۔ اِس نسبت سے سارے مجموعہ عمارات کا نام "شاہ زندہ" پڑ گیا۔ مسلمانوں کے اِس مقدس مقام کے نزدیک یادگاری عمارات کی اکثریت ایسی ہے جن میں تیمور کی بیویوں اور لڑکیوں، اسکے رشتہ داروں اور تیموری عہد کے افسروں کی قبریں ہیں۔ تمام یادگاری عمارات

Marfat.com

خاندانی قبرستان ہیں جنہیں غیر معمولی طور پر شاندار اور حسین بنایا گیا تھا۔ تزئین کے لحاظ سے تیمور کی بہن شیرین بیک آکا (۱۳۸۵ء) اور اُس کی بیوی تومان آکا (۱۴۰۵ء) کے مقبرے سب پر فوقیت رکھتے ہیں۔

قدیم بخارا (ازبکستان) مُسلم تاریخ کی یادگاری عمارتوں سے غیر معمولی طور پر مالا مال ہے۔ آئیے ہم ان میں سے صرف مدرسہ میر عرب کا جائزہ لیں جسکی عمارات میں آجکل مُسلم دینی کالج ہے۔ یہ مدرسہ ۱۵۳۶ء میں تعمیر کیا گیا تھا۔ اِس سے پہلے (۱۱۲۷ء) میں مشہور کلیان مینار بنایا گیا تھا۔ یہ اپنی ساخت اور وضع قطع میں اُس وقت کی دوسری عمارات کے مشابہ ہے لیکن بخارائی فن تعمیر کے بعض

روضہ شاہ زندہ — سمرقند

Marfat.com

مخصوص خدوخال کا بہترین ترجمان ہے۔

۱۵۱۴ء میں مدرسے کے بالمقابل لیکن مینار کے دوسری طرف کتیان جامع مسجد تعمیر کی گئی۔ یہ تینوں نفیس عمارتیں (مدرسہ، مینار اور مسجد) قدیم بخارا کے مرکز میں ایک نمایاں تعمیراتی مجموعہ بناتی ہیں۔

دوسرے شہروں میں قابلِ ذکر تاریخی عمارات یہ ہیں:۔ تاشقند میں موجودہ برک خان مدرسہ خیوا میں مقبرہ پیولانہ عطا، کارا کالپاکیہ میں مزارسلطان بابا اور دوسرے بہت سے مدرسے، مساجد اور مقبرے۔ لینن گراد کی مسجد جسے سوویت یونین کے یورپی حصے اور سائبیریا کا مسلم مذہبی بورڈ چلاتا ہے، مسجدوں میں ایک اہم مقام رکھتی ہے۔ یہ مسجد جاگیرداری عہد کے وسطی ایشیا کی عظیم الشان عمارات کے مروجہ نمونوں کی تصویر ہے اس ۱۹۱۴ء میں تعمیر کیا گیا تھا یعنی تین سو سال بعد جب کہ وسطی ایشیا میں اس قسم کی عمارات بننا بند ہوگئی تھیں۔

آخر میں ہمیں وسطی ایشیا کے مسلمانوں کے ایک اور مقدس مقام کا ذکر کرنا چاہیے: تاشقند میں امام ابوبکر کفال شاشی کا مقبرہ ہے۔ یہاں امام شاشی مدفون ہیں جو وسطی ایشیا میں بہت قابلِ احترام سمجھے جاتے ہیں اور لوگ انہیں حضرت امام کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ حال ہی میں اس مقبرے کے اندر ایک اور قبر بنائی گئی جس میں وسطی ایشیا کے مسلمانوں نے اپنے مفتی حضرت ایشان باباخان ابن عبدالمجید خاں کو دفن کیا۔

Marfat.com

مسلم مذہبی تنظیموں اور ریاستی اداروں کے درمیان روابط!

مالی امور میں مذہبی تنظیموں کی ریاست سے مکمل آزادی اُن کے داخلی معاملات میں ریاست کی مداخلت کے خلاف ایک ضمانت کی حیثیت رکھتی ہے۔ مذہبی بورڈوں، مسلم جماعتوں اور مدرسوں کے سارے اخراجات مسلمانوں کے عطیوں سے پورے کئے جاتے ہیں۔ مذہبی تنظیموں کی آمدنی خاصی معقول ہے۔ یہ آمدنی اُن رقوم پر مشتمل ہوتی ہے جو مسلمان اپنی مرضی سے عید الفطر کے موقع پر فطرہ کی شکل میں اور دوسرے تہواروں کے موقع پر عطیات کی صورت میں نیز اپنے گھروں اور مزاروں پر مذہبی خدمات کے صلہ میں مذہبی امور کے ناظموں کو فیس کے طور پر ادا کرتے ہیں۔ تمام چھوٹی بڑی مذہبی تنظیموں کا چالو کھاتہ سوویت یونین کے اسٹیٹ بنک کی مقامی شاخوں میں کھلا ہوتا ہے۔ جہاں وہ اپنی جملہ رقوم جمع کرتے ہیں۔ مذہبی تنظیموں کو اپنی تمام قابلِ انتقال اور ناقابلِ انتقال ملکیت خریدنے، ذرائع نقل و حمل مہیا کرنے مدرسوں، مزاروں اور مسجدوں کی مرمت کرنیکے لئے ریاستی اداروں سے تحریری معاہدے کرنے اور مذہبی لٹریچر کی طباعت وغیرہ کے لئے ریاست کے اشاعت گھروں سے معاملات طے کرنیکا حق حاصل ہے۔

Marfat.com

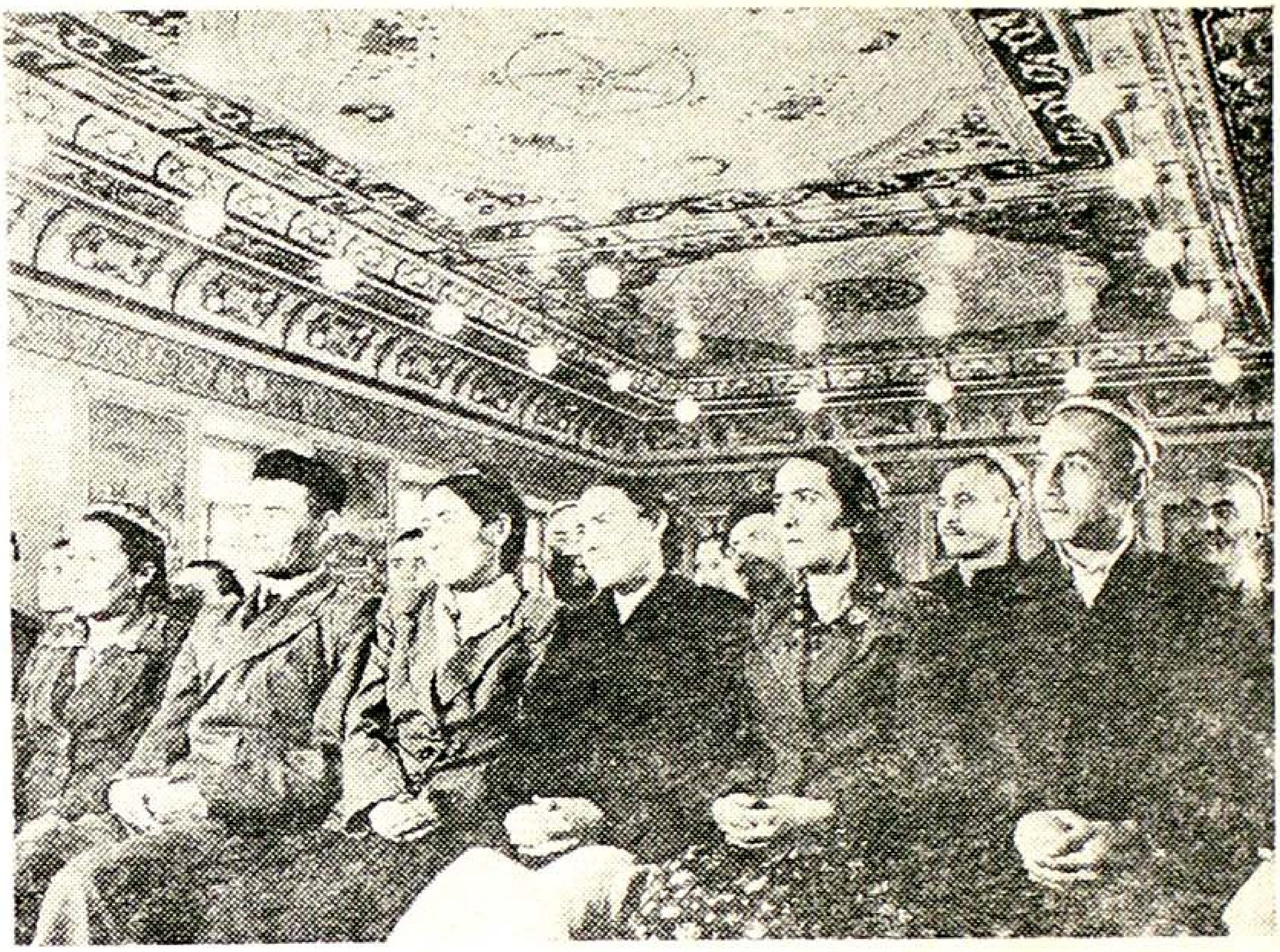

ترونزے اجتماعی فارم کا کلب ______ (علاقہ فرغانہ۔ ازبک جمہوریہ)

سوویت حکومت مذہبی تنظیموں کے داخلی امور میں کسی قسم کی مداخلت نہ کرتے ہوئے ایسے کاروباری امور میں اُن کی مدد کرتی ہے جو ریاستی اداروں سے روابط کے دوران اُنہیں پیش آتے ہیں۔ ان امور کو ریاست کے کسی واحد اقدام کے ذریعہ پہلے سے طے نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ یہ روزانہ پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اِس مقصد کے پیش نظر ایک کونسل روسی کلیسا کے امور سے متعلق اور ایک تمام دوسرے مذاہب کے امور سے متعلق قائم کی گئی ہے۔ یہ دونوں مجلسیں حکومتی ادارے ہیں جن کو سوویت یونین کی مجلس وزراء کے ماتحت رکھا گیا ہے۔ اِن میں مذہبی تنظیموں کا کوئی نمائندہ نہیں ہوتا۔

مسلمانوں کی مذہبی تنظیموں کی طرف سے پیش کردہ معاملات کو مذکورہ بالا کونسل طے کرتی ہے۔ اِن میں سے جو امور حکومت کے فیصلے کے محتاج ہوتے ہیں اُن کا ابتدائی جائزہ لینے کے بعد یہ کونسل انہیں حکومت کے سامنے پیش کرتی ہے۔ جن مسائل کو حل کرنے کے لئے ریاستی اداروں (وزارتوں، ریاستی حکومتوں

Marfat.com

وغیرہ کے تعاون کی ضرورت ہوتی ہے، اسکے حصول میں یہ مجلس مدد دیتی ہے۔ اس قسم کے چند امور حسب ذیل ہیں:-

سفرِ حج کے سلسلہ میں حاجیوں کیلئے ذرائع نقل وحمل کی سہولتیں، غیر ممالک کے ویزا اور زرِ مبادلہ کی فراہمی، مسلم وفود اور طلباء کو بیرونی ممالک بھیجنے میں مسلم مذہبی بورڈوں کی امداد، مذہبی لٹریچر کی اشاعت کیلئے سرکاری ذخیرہ سے کاغذ کی فراہمی اور چھاپہ خانوں میں طباعت کا بندوبست نیز مساجد، مزارات اور مدارس وغیرہ کے لئے سرکاری ذخیرے سے عمارتی سامان کا حصول۔

مذاہب کی کونسل سوویت یونین کی مجلس وزراء کے تحت اس بات پر نظر رکھتی ہے کہ مذہب ریاست اور تعلیم و مذہب کی علیحدگی سے متعلق سرکاری فرمان، سوویت یونین کے آئین اور حکومت کے دوسرے قواعد و ضوابط پر، جو مذہبی انجمنوں کی سرگرمیوں اور اہلِ مذہب شہریوں کے حقوق سے متعلق ہیں، پورے طور پر عمل درآمد ہو رہا ہے یا نہیں۔

یہ کونسل اپنے فرائض مقامی طور پر اپنے نمائندوں کے ذریعہ انجام دیتی ہے جو محنت کش عوام کے نائبین کی سوویتوں کی علاقائی اور خطہ واری مجالسِ عاملہ نیز سوویت یونین اور خود مختار جمہوریتوں کی مجالسِ وزراء سے وابستہ ہوتے ہیں۔

Marfat.com

سوویت مشرق کی خوشحال جمہوریتیں

سوویت رہناؤں کے دورۂ ہندوستان کے موقع پر سپریم سوویت کی صدارتیہ کے رکن این ایس خروشچیو نے کہا تھا کہ "ہر ملک کے عوام کو خود یہ فیصلہ کرنا چاہیئے کہ وہ کس قسم کے ریاستی نظام کو ترجیح دیتے ہیں اور کس نظریہ سے وابستہ ہونا چاہیئے۔ ہم یہ تصدیق کر سکتے ہیں کہ جو راہ ہمارے عوام نے منتخب کی ہے اس سے اُن کی تخلیقی توانائیوں کو ترقی ہوئی ہے اور اُس نے اُن کی قومی ثقافت اور معیشت کی مزید ترقی اور آبادی کے زیادہ سے زیادہ حصے کے معیار زندگی کو بلند تر کرنے کے وسیع امکانات پیدا کر دیئے ہیں"۔ اِس قول کی صداقت کو وسطی ایشیا کی سوویت اشتراکی جمہوریتوں نے نمایاں طور پر ثابت کر دیا ہے

انتہائی ترقی یافتہ صنعتوں کی سرزمین

وسطی ایشیا کے عوام نے انقلاب اکتوبر کی چالیسویں سالگرہ حقیقی معنی میں تاریخی فتوحات کیساتھ منائی۔ لینن کے بتائے ہوئے راستے پر چل کر زار شاہی روس کے یہ پسماندہ صوبے جہاں کسی وقت

Marfat.com

وحشت، جہالت اور افلاس کا دور دورہ تھا، آج ترقی یافتہ اشتراکی جمہوریتوں میں تبدیل ہو چکے ہیں اور اب وہاں انتہائی ترقی یافتہ صنعت، مشینی زراعت اور بلند معیار سائینس و ثقافت کی حکومت ہے۔

روس اور دوسری برادرانہ جمہوریتوں کی مدد سے سب سے پہلے اُزبکوں، تاجکوں، کرغیزوں اور ترکمانیوں نے اپنی جمہوریتوں میں لوہے، فولاد، غیر آہنی دھاتوں، برقی قوت، کوئلہ، تیل اور کیمیا کی کلیدی صنعتیں قائم کیں۔ اب یہ جمہوریتیں خود زراعت و آبپاشی کی برقی مشین ساز صنعت کی مالک ہیں اور غذائی کیمیاوی نیز برقی قوت کی صنعتوں کیلئے مشینیں بناتی ہیں۔ وسطی ایشیا کی جمہوریتوں میں قومی معیشت اور صنعتوں کے فروغ کا سبب یہ ہے کہ یہاں بھاری صنعت کی ترقی کو سب پر فوقیت دی گئی۔ اس طرح اُزبکستان میں بھاری صنعت سوویت عہد اقتدار میں قائم ہوئی۔ اور ۱۹۵۸ء میں جمہوریہ کی مجموعی صنعتی پیداوار میں بھاری صنعت کا تناسب تقریباً ۵۰ فیصد تھا۔ اُزبکستان نے ۱۹۵۰ء میں جتنی بجلی پیدا کی وہ ۱۹۱۳ء کے زارشاہی روس کے تمام بجلی گھروں کی پیداوار سے زیادہ تھی۔ اُزبکستان میں بجلی کی فی کس پیداوار ترکی کی بہ نسبت دس گنا زیادہ ہے اور اٹلی اور سپین جیسے ملکوں کے مقابلے میں بھی بڑھی ہوئی ہے۔

انقلاب سے پہلے وسطی ایشیا میں صرف کپاس اوٹنے کے کارخانے تھے اور پارچہ بافی کی صنعت کا نام و نشان تک نہ تھا۔ لیکن آج کل وسطی ایشیا کا شمار سوویت یونین کے سوتی کپڑا بنانے والے سب سے بڑے مرکزوں میں ہوتا ہے۔ (اسٹیر ۹۳۶۔ ۱۰ گز) چنانچہ صرف اُزبکستان میں ہر سال اوسطاً ۲۲ کروڑ گز کپڑا تیار ہوتا ہے۔ اُزبکستان فی کس پیداوار کے اعتبار سے برطانیہ، فرانس، اٹلی، اور جاپان سے بھی زیادہ سوتی کپڑا تیار کرتا ہے۔

زمین کی کایا پلٹ گئی

زراعت کے اجتماعی نظام اور اس کی جدید ترین مشینری نے وسطی ایشیا کی جمہوریتوں کو زرعی پیداوار

Marfat.com

میں اہم کامیابیاں حاصل کرنیکے قابل بنایا، کپاس کی کاشت، ریشم کی صنعت، قراقل بھیڑوں کی پرورش نیز باغبانی اور انگور کی کاشت کو بیحد فروغ ہوا ہے۔ امریکہ اور چین کے بعد اُزبکستان کپاس کی پیداوار کے اعتبار سے دنیا میں تیسرے درجہ پر اور خام ریشم، پٹ سن اور کیناف کی پیداوار میں دوسرے درجے پر ہے۔ وسطی ایشیا کے اجتماعی کھیتوں میں "سفید سونے" (کپاس) کی بھری فصلیں اپنا جواب نہیں رکھتیں۔ تاجکستان کی وادی وخش میں کپاس کی اوسط پیداوار فی ایکڑ ۳۴ من ہے۔ تاجکستان کے بعض اضلاع اور اجتماعی فارموں میں پیداوار کا اوسط ۴۴ من ہے۔

اُزبکستان کی ایک پُرانی کہاوت ہے کہ "جہاں پانی ختم ہوتا ہے وہیں زمین بھی ختم ہوتی ہے"۔ سوویت دَور میں وسطی ایشیا کے اندر وسیع پیمانے پر آب پاشی کے نظام قائم کئے گئے ہیں۔ صرف اُزبکستان میں آب پاشی کے ...۸ سلسلے ہیں جن کی نہروں کی لمبائی ۹۶ ہزار میل ہے۔ ۱۹۱۳ء کے مقابلے میں اُزبکستان کی کاشتہ اراضی میں ۲۰ لاکھ ایکڑ کا اضافہ ہوا ہے۔ نہر قراقم جو آبی انجینئری کا ایک بہت بڑا پروجیکٹ ہے، صحرائے قراقم کو سیراب کریگی، جس کا رقبہ ایک لاکھ دس ہزار میل ہے۔ جن علاقوں سے یہ نہر گذریگی اُن میں کپاس کے کھیت، خیابان اور انگور کے باغ لگائے جائینگے۔ کزاخستان اور اُزبکستان میں بڑے پیمانہ پر بنجر زمینوں کو قابلِ کاشت بنایا جا رہا ہے۔ جب یہ زمینیں سیراب کر دی جائینگی تو یہ لق و دق صحرا سوویت یونین میں سب سے بڑا کپاس پیدا کرنے والا علاقہ ہوگا۔

ثقافت و سائنس کا زرین دَور

سوویت مشرق کی جمہوریتوں میں اشتراکی معیشت کی تیز رفتار ترقی کی وجہ سے ثقافت، معیارِ زندگی اور سائنس میں مسلسل ترقی ہو رہی ہے۔ انقلاب سے پہلے وسطی ایشیا کی صرف ایک - دو فیصد

آبادی خواندہ تھی لیکن اب یہاں ناخواندگی کا مکمل خاتمہ ہوچکا ہے۔ موجودہ اُزبکستان کے علاقے میں ۱۹۱۳ء میں کل ۱۶۰ اسکول تھے، اسکے مقابلہ میں اب یہاں تقریباً چھ ہزار اسکول قائم ہوچکے ہیں۔ انقلاب سے پہلے ترکمانیہ میں اسکولوں کی تعداد ۵۸ تھی لیکن اب یہاں پندرہ سو سے زائد اسکول ہیں کرغیزیا میں انقلاب سے پہلے کل ۱۰۷ اسکول تھے اب دو ہزار سے زائد اسکول ہیں۔ تمام اسکولوں میں ذریعہ تعلیم مادری زبان ہے۔ سوویت حکومت نے سات سالہ عمومی اور لازمی تعلیم رائج کی تھی اور اب عمومی ثانوی (دس سالہ) تعلیم لازمی کی جارہی ہے۔

یہ بتانے کی چنداں ضرورت نہیں کہ سارے وسطی ایشیا میں انقلاب سے پہلے اعلیٰ تعلیم کا کوئی ادارہ نہیں تھا۔ لیکن آجکل اُزبک سوویت اشتراکی جمہوریہ میں ۳۵، تاجک سوویت اشتراکی جمہوریہ میں ۹، ترکمانیہ میں چھ اور کرغیز سوویت اشتراکی جمہوریہ میں ۱۰ اعلیٰ تعلیم کے اسکول ہیں۔ ان کے علاوہ مستریوں، زرعی ماہروں، طبی معاونوں اور دوسرے خصوصی ماہرین کی تربیت کے لئے سینکڑوں خصوصی ثانوی اسکول ہیں۔ اعلیٰ تعلیمی اداروں اور خصوصی ثانوی اسکولوں کے طلباء کو سالانہ ریاستی وظائف ملتے ہیں۔

ترکی میں ہر دس ہزار افراد میں سے ۱۵ اور فرانس میں ۳۹ افراد زیرِ تعلیم ہیں۔ جب کہ صرف سمرقند کے علاقہ میں ہر دس ہزار میں سے ۸۲ افراد زیرِ تعلیم ہیں۔ صرف شہر سمرقند میں اعلیٰ تعلیم کے چھ ادارے اور خصوصی ثانوی تعلیم کے ۱۷ ادارے ہیں۔ اِن میں قراقل بھیڑوں کی پرورش اور گرم ملکوں کی طب کے تحقیقاتی ادارے شامل نہیں۔ ہر جمہوریہ کی اپنی یونیورسٹی، سائنس اکیڈمی اور درجنوں تحقیقاتی ادارے ہیں۔ اُزبکستان کے دارالخلافہ تاشقند میں زراعت کی اکیڈمی اور ایٹمی طبیعیات، کیمیا، نباتاتی خام اشیاء اور کپاس، قابل جہاز رانی دریا اور وسائل حمل و نقل پر تحقیقات کرنے والے ادارے نیز اعداد

شمار اور ٹیلی ویژن کے مرکز قائم ہو چکے ہیں۔ اُزبکستان میں اعلیٰ اور ثانوی تعلیم یافتہ ۱ لاکھ ۱۲ ہزار ماہرین خصوصی اور ۶ ہزار تحقیقاتی کارکن ہیں۔

تمام جمہوریتوں میں قومی تھیٹر قائم کئے جا چکے ہیں اور وہاں کے نغمہ ساز، فنکار اور ادیب اپنی تخلیقی سرگرمیوں کو ترقی دے رہے ہیں۔

اُزبکستان میں کوئی تھیٹر نہیں تھا۔ اب وہاں ۲۶ تھیٹر ہیں۔ علی شیر نوائی تھیٹر جو تاشقند میں ایک نئی عمارت میں واقع ہے، اُزبکستان کے لئے باعثِ فخر ہے۔

اُزبک ریاستی پبلک لائبریری جو سولھویں صدی کے عظیم اُزبک شاعر اور مفکر علی شیر نوائی کی یاد میں قائم ہوئی ہے، اپنی نوعیت کے لحاظ سے سوویت مشرق کی سب سے بڑی لائبریری ہے جس میں ۲۰ لاکھ سے زیادہ کتابیں ہیں۔ علمائے مشرق کی نادر کتابوں میں دسویں صدی کے شہرۂ آفاق حکیم ابو علی ابن سینا کی تصانیف بھی شامل ہیں۔ لائبریری میں حضرت عثمانؓ کا قرآن شریف بھی موجود ہے۔ اُزبکستان میں شائع ہونے والی کتابوں اور دوسری مطبوعات کی تعداد ۱۹۱۳ء کے مقابلے میں ۲۱۰ گنا زیادہ ہو گئی ہے۔ اس جمہوریہ میں بیسیوں اخبارات اور رسائل بھاری تعداد میں شائع ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں یہاں سینکڑوں لائبریریاں، کلب، مطالعہ گھر، ثقافتی ایوان اور سینما ہیں۔

ہر جمہوریہ میں مزدوروں، کسانوں اور دانشوروں کے لئے چھٹیاں گزارنے کے مرکز، صحت گاہیں، تفریح گاہیں، سینکڑوں ہسپتال، دواخانے، زچہ خانے اور طبی مشاورتی سروسیں قائم ہیں۔

افلاس سے خوشحالی تک

زندہ مثالوں کے ذریعہ آبادی کی فلاح و بہبود بہتر طریقہ پر واضح ہوتی ہے۔ کسانوں کی زندگی کے متعلق حمرانقل ترسون کلوف کا بیان ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ وہ اُزبکستان کے کاگانووچ اجتماعی

Marfat.com

زرم کے چیئر مین ہیں اور انہیں "اجتماعی محنت کے ہیرو" کا خطاب دو بار مل چکا ہے۔

"ہمارے فارم کے ایک رکن عسکر سعید وف کے گھرانے ہی کی مثال لے لیجئے جو پہلے کھیت کا ایک ملازم تھا۔ یہ گھرانا سات افراد پر مشتمل ہے۔ اب یہ لوگ ایک بڑے اور نئے مکان میں رہتے ہیں۔

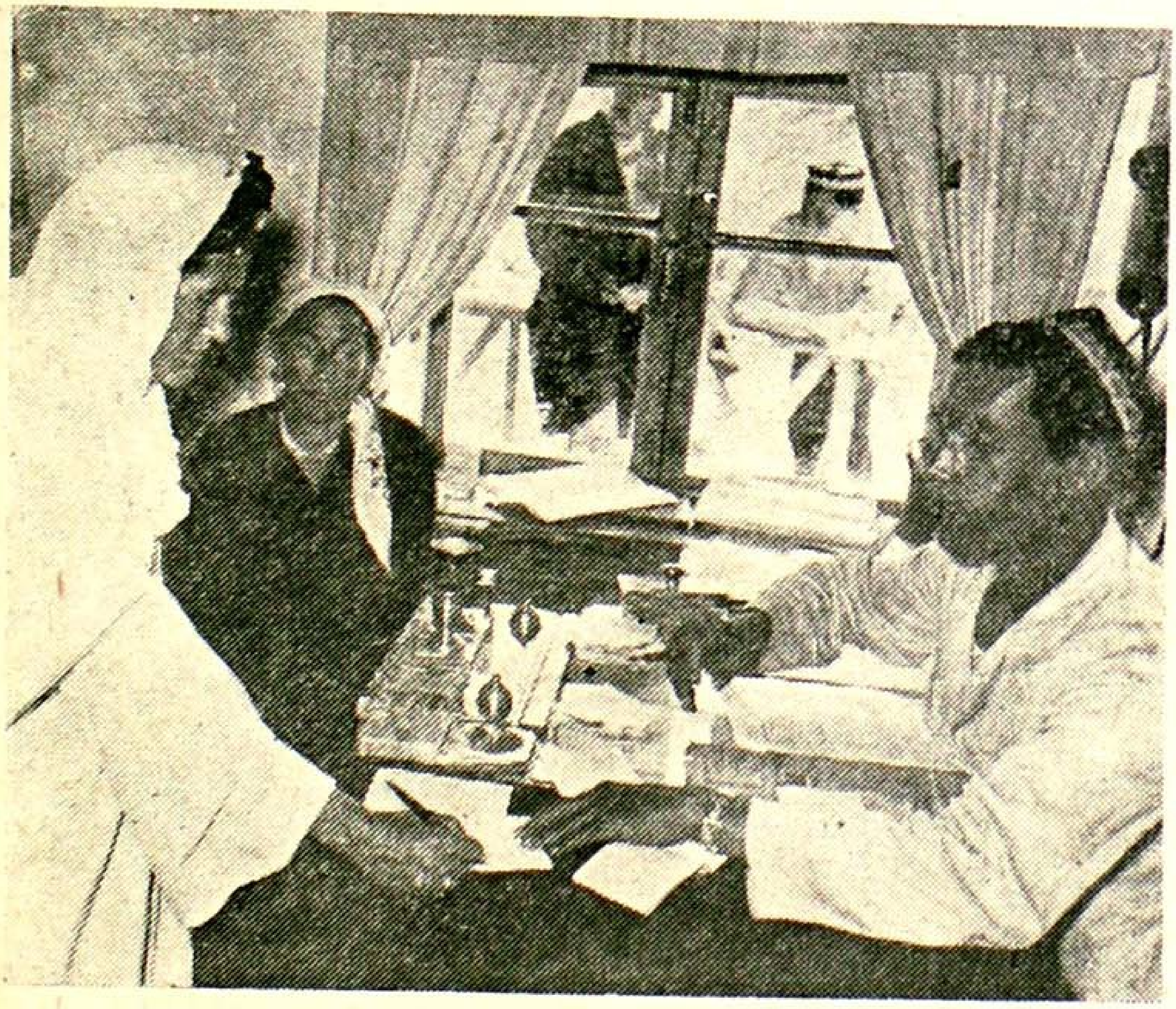

دیہی سوویت کے سکریٹری عبدالمتعال سوتولدیوف کثیرالعیال ماؤں کو ماہانہ وظائف تقسیم کر رہے ہیں۔

اُن کے پاس ایک وائرلیس رسیور اور ایک سلائی کی مشین ہے۔ عسکر کی اپنی پوبیدا موٹر کار بھی ہے اس خاندان کے پاس ایک گائے، ایک بچھڑا، سات بھیڑیں اور بے شمار مرغیاں اور دوسرے پالتو پرندے ہیں۔ خاندان مذکور کو صرف ۱۹۵۵ء میں فارم پر کام کرنے کے معاوضے میں ۲۰۷۴ روبلز اور چوبیس من گیہوں ملے تھے۔ کلخوز گاؤں میں نئے مکانات بنے ہیں۔ اور تمام گھروں میں بجلی اور ریڈیو ہے۔ ہمارے اجتماعی فارم کے علاقے میں پانچ اسکول ہیں۔ اس گاؤں میں ۳۰ معلم، ۶ ڈاکٹر، ۲ دائیاں، ۲ جانوروں کے

Marfat.com

ڈاکٹر، ۲ ماہرین چڑیا گھر، ۳ زرعی ماہر اور ۲ ریڈیو مکینک کام کرتے ہیں"۔

ایک دوسری مثال کارل مارکس اجتماعی فارم کی لے لیجئے، جو جلال آباد کے علاقے میں واقع ہے۔ یہاں ۱۹۵۵ء میں کپاس کی پیداوار فی ایکڑ تقریباً چالیس من ہوتی تھی۔ اجتماعی فارم کی صرف مالی آمدنی ایک کروڑ ردھ سولا روبل تھی۔ کپاس کی ٹولی کے قائد عبداللہ جان قزاقوف اور اُسکے لڑکوں۔ عبدالمامون اور مہبرت کو اُن کے کام کے عوض میں ...۴۵ روبل اور پانچ ٹن گیہوں ملے تھے۔ کپاس چننے والی خاتون صاحب زہ خان ستارود ا کو تیرہ ہزار روبل نقد اور ڈیڑھ ٹن غلّہ ملا تھا۔ گوالن یولداش بابیوا کو صرف نقدی کی صورت میں ...۱۶ روبل ملے۔ غلّہ اس کے علاوہ ہے۔

فارم کے کھیتوں پر کام کرنیکے معاوضے کے علاوہ اجتماعی کسانوں کو گھریلو استعمال کی زمین سے مزید آمدنی حاصل ہوتی ہے۔ ایک دوسرے اُزبک فارم کے چیرمین عبداللہ آرتیکوف کا کہنا ہے کہ ہر ایک اجتماعی کسان کی اپنی ملکیت میں بھیڑوں اور مرغیوں کے علاوہ ایک پھلوں کا باغ اور ایک ترکاریوں کا باغیچہ ہوتا ہے۔ اجتماعی کسان حسب معمول ہر سال اپنے انگوروں کے باغ سے ۴۔ ۵ ہزار روبل کی قیمت کے انگور حاصل کرتا ہے۔ عبداللہ نے بتایا کہ کسانوں کو بعض دوسرے ذرائع سے بھی جنہیں غیر مرئی کہنا چاہیئے، آمدنی ہوتی ہے۔ ہر شخص کو فارم کے ہسپتال سے مفت طبّی امداد فراہم کی جاتی ہے۔ ہمارے اسکولوں میں تعلیم پانے والے بچوں کو کوئی فیس نہیں دینی پڑتی۔ کلب ایک سال میں تقریباً ۱۰۰ اسلذ و سُرد کی محفلیں منعقد کرتے اور سینما شو دکھاتے ہیں۔ جن کے اخراجات اجتماعی فارم کے فنڈ سے ادا کیے جاتے ہیں۔

سوویت کسانوں کو اپنی محنت کا صلہ صرف مادی فوائد ہی صورت میں نہیں ملتا۔ ملک اپنے بہترین اجتماعی کسانوں کے ناموں کا احترام کرتا ہے۔ حکومت اُنہیں "اجتماعی محنت کا ہیرو" (یہ خطاب ممتاز خدمات انجام دینے پر دیا جاتا ہے۔ جسے یہ خطاب دیا جاتا ہے اُسے "درانتی اور ہتھوڑے" کا طلائی نشان اور تمغہ دیا جاتا ہے۔) کے خطاب سے نوازتی ہے۔ انہیں آرڈر اور میڈل دیئے جاتے ہیں اور عوام

Marfat.com

انہیں محنت کشوں کے نائبین کی مقامی سوویتوں اور یونینی جمہوریتوں کی اعلیٰ سوویتوں اور سوویت یونین کی اعلیٰ سوویت کے لئے منتخب کرتے ہیں۔

مسلمان عورت کی آزادی

سوویت اقتدار کے دور میں مسلمان عورتوں نے جو راستہ طے کیا ہے وہ بہت عظیم الشان ہے۔ مختصر طور پر ہم اس راستہ کو غلامی سے مساوی حقوق تک کا راستہ کہہ سکتے ہیں۔

سوویت ریاست کے بانی لینن نے ایک بار یہ خواب دیکھا تھا کہ سیاست ہر محنت کش عورت تک پہنچ جائے اور عورت معاشرے کی ایک مکمل رکن بن جائے تاکہ وہ نئی زندگی کی تعمیر میں سرگرمی سے حصہ لے سکے۔ اُس کا خواب سچا ثابت ہوا۔ عظیم معاشی اور ثقافتی تغیرات کی وجہ سے جو سوویت مشرق کی جمہوریتوں میں واقع ہوئے ہیں، آذربائیجانی، اُزبک، تاجک، ترکمانی، کزاخ اور دوسری قومیتوں کی عورتیں جو کبھی حقوق سے محروم تھیں اور محکومی کی زندگی بسر کر رہی تھیں وہ آج صنعت و زراعت کی سرگرم کارکن اور سائنس و ثقافت اور ریاستی زندگی کی نمایاں شخصیات ہیں۔

آج معاشی، ریاستی، ثقافتی اور عوامی شعبوں میں عورتوں کو وہی حقوق حاصل ہیں جو مردوں کے حصہ میں آئے ہیں۔ اور یہ حقوق ۱۹۳۶ء کے دستور میں مندرج ہیں جسے پوری طرح عملی جامہ پہنا دیا گیا ہے۔

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ قومیتوں کی سوویت میں جو سوویت یونین کی ہر قومیت کے مخصوص مفادات کی نمائندگی کرتی ہے۔ ۲۷ء۹ فی صد نائبین سوویت یونین کی مشرقی جمہوریتوں کی عورتیں ہیں جبکہ سوویت یونین کی سپریم سوویت کے نائبین کی مجموعی تعداد میں عورتوں کا تناسب صرف ۲۵ء۸ فیصد ہے۔ سوویت یونین کی سپریم سوویت کی قومیتوں کی سوویت کے نائب صدروں میں سے ایک اُزبک خاتون مسعودہ

Marfat.com

سلطانوا ہیں۔ اور ایک کزاخ خاتون زہرہ عمرووا یونین کی سوویت کی نائب صدر ہیں۔ وہ کرغندہ علاقے کے کان کنی کے ادارے میں انجینئر ہیں۔

تومنتوں کی سوویت میں تاجک جمہوریہ کے پچیس نمائندوں میں سے نو عورتیں ہیں اور تاجک جمہوریہ کی سپریم سوویت کے ۳۰۰ نائبین میں ۹۹ عورتیں ہیں۔ ماورائے قفقاز اور وسطی ایشیا کی دوسری یونین جمہوریتوں کی سپریم سوویتوں میں نائبین کی مجموعی تعداد کا تہائی حصّہ عورتوں پر مشتمل ہے۔

سوویت مشرق کی عورتیں اب نہایت متنوع ریاستی امور میں منہمک ہیں۔ مثلاً سپریم سوویت کی نائب اور ازبک جمہوریہ کی نائب وزیر ثقافت، زہرہ رحیم بابا یوا اُس وفد کی رکن تھیں جسکے سربراہ این ایس بلگانن اور این۔ ایس خروشچیوف تھے اور جس نے ۵۵ء کے موسم خزاں میں ہندوستان برما اور افغانستان کا دورہ کیا تھا۔ وہ ازبک عوام کی نمائندہ تھیں۔ کیا اس سے پہلے ایک ازبک عورت ایسے بڑے منصب کا خواب دیکھ سکتی تھی؟ خود زہرہ رحیم بابا یوا سوویت ازبکستان کی عورتوں کے متعلق فرماتی ہیں :-

ہماری جمہوریہ میں ۲۰۰۰۰ سے زائد معلمات نئی نسل کو تعلیم دے رہی ہیں۔ پانچ ہزار سے زیادہ لیڈی ڈاکٹر محنت کشوں کی صحت کی نگہداشت کرتی ہیں۔ ہماری سولہ خواتین سائنس کی ڈاکٹر ہیں اور چار سو سے زیادہ سائنس کی طالب علم ہیں جو سب سائنسی تحقیقات میں لگی ہوئی ہیں اور سائنس کو مالا مال کر رہی ہیں۔ ازبکستان کے اعلیٰ تعلیمی اداروں میں ۴۳ فیصد طالب علم عورتیں ہیں۔ ہماری جمہوریہ میں ۲۵۰۰۰ خواتین اجتماعی فارموں میں اہم عہدوں پر فائز ہیں۔ ہماری جمہوریہ کی بیسیوں خواتین کو زراعت کی ترقی میں بے لوث خدمات انجام دینے کے سلسلے میں "اجتماعی محنت کے ہیرو" کا خطاب دیا گیا ہے۔ سپریم سوویت کے نائبین میں سولہ ازبک عورتیں ہیں اور دس عورتیں جمہوریہ میں وزراء اور نائب وزراء ہیں "

Marfat.com

حمرا طاہروا تاجکستان کی مضافاتی اور دیہاتی تعمیرات کی وزیر ہیں۔ اور ستور قاموا اس جمہوریہ کی صنعت خوراک کی وزیر ہیں۔

سوویت مشرق کی جمہوریتوں میں صنعت کی کامیاب ترقی نے عورتوں کو اس قابل بنایا ہے کہ وہ اس شعبے میں اپنی صلاحیتوں کا اظہار کر سکیں۔ تاہم سوویت ریاست اس بات کا خیال رکھتی ہے کہ عورتوں کو صرف ایسے کاموں پر لگایا جائے جنہیں زیادہ جسمانی محنت کی ضرورت نہ ہو اور اس کا لحاظ ہر جگہ رکھا جاتا ہے۔ وسطی ایشیا میں پارچہ بافی، ریشمی اشیاء کی پیداوار، قالین بافی اور ملکی صنعت کی دوسری شاخوں کو بہت ترقی ہوئی ہے۔ ان صنعتوں میں بہت سی عورتیں ملازم ہیں۔ ہزاروں ازبک اور تاجک عورتیں تاشقند اور استالن آباد کپڑے کی ملوں میں کام کرتی ہیں اور ان میں سے بہت سی اہم جگہوں پر انجینئر، کارگاہوں کی سربراہ اور مزدور دستوں کی لیڈر کی حیثیت سے کام کرتی ہیں۔ تمام فیکٹریوں اور صنعتی اداروں میں مزدوروں کے تحفظ اور حفظان صحت سے متعلق قواعد و ضوابط کو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ بہت سی عورتیں تعلیم عامہ، صحت عامہ، تجارت، ریاستی اعداد و شمار کے محکموں اور ثقافتی اداروں میں کام کرتی ہیں۔ وہ ڈاکٹروں، نرسوں، استانیوں اور معاشیات داں تجارت کی ماہروں نیز لائبریرینوں کی حیثیت سے کام کرتی ہیں۔

اجتماعی فارموں میں کام کرنے والی عورتوں کا نئی زندگی کی تعمیر میں بہت بڑا حصہ ہے۔ بہت سی عورتیں اجتماعی فارموں کی صدر، کاشتکاروں کے دستوں کی سربراہ، دیہی معاشیات کی ماہر اور مویشی فارموں کی ناظم ہیں۔ سوویت یونین کی سپریم سوویت کی نائبین باگیرووا اور حسنووا کے نام تمام ملک میں مشہور ہیں۔ ان ممتاز عورتوں کو دو دفعہ "اجتماعی محنت کے ہیرو" کا خطاب مل چکا ہے۔

سوویت یونین میں ماؤں کو بہت قابلِ احترام سمجھا جاتا ہے۔ مادریت کے معزز فریضہ کی ادائگی کو وہی رتبہ دیا جاتا ہے جو ریاستی خدمت گذاروں کو حاصل ہے۔ چنانچہ ماؤں کو تمغے اور بڑے بڑے

Marfat.com

اُستادوں کا ایک تربیتی ادارہ ——— تاشکند ——— (اُزبک جمہوریہ)

خطابات ملتے ہیں۔ مثال کے طور پر دو لاکھ سے زیادہ اُزبک عورتوں کو "شان مادریت" کا نشان اور تمغۂ مادریت دیا جا چکا ہے۔ ایک ہزار سے زیادہ اُزبک عورتوں کو "اُولو العزم ماں" کا معزز لقب دیا گیا ہے۔ اِن عورتوں کو تمام لوگ احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

وسطی ایشیا، کزاخستان، قفقاز اور ماورائے قفقاز، تاتاریہ اور بشکیریا کی ہزاروں عورتیں سائنس، قومی ثقافت اور آرٹ کی ترقی میں حصہ لیتی ہیں۔ جن میں مشہور و معروف سائنس دان، ادیب اور آرٹسٹ شامل ہیں۔ ارضی معدنیاتی سائنسوں کی ڈاکٹر اور تاجک اکیڈمی آف سائنس کی رُکن پروفیسر ساراجان یوسفووا کو سارا ملک جانتا ہے۔ وہ وسطی ایشیاء میں شعبۂ ارضیات میں کام کرتی ہیں۔ ایک کزاخ

Marfat.com

خاتون نیلیہ بازانووا کو کزاخستان کے سائینسدانوں نے کزاخ اکیڈمی آف سائینس کے عہدہ صدارت کے لئے منتخب کیا ہے۔

مشرقی قوموں کی بہت سی عورتیں ادیب اور شاعر بھی ہیں جنہیں شہرت عام حاصل ہوئی ہے۔ مثلاً مروارید دل بازی اور نگار رافی بیلی جن کی قابل قدر نگارشات آذربائیجان میں شائع ہوئی ہیں کزاخستان کی مریم حکیم جانووا، ازبکستان کی زلفیہ، تاجکستان کی رضیہ آزاد اور ترکمانیہ کی تووشان السی نووا۔

آذربائیجانی اداکارہ محمود دوا اور ترکمانی اداکارہ ایشان تورا یوا کو سارا ملک جانتا ہے اور تمارا خانم کے گیت تو تمام وسطی ایشیا اور سوویت یونین کے دوسرے علاقوں میں گونجتے ہیں بلکہ ملکی سرحدوں کو پار کر چکے ہیں۔

تاشقند پارچہ بافی کے کارخانہ میں کام کرنے والی ایک خاتون این۔ بہادر دوا نے اپنی اور اپنے ساتھ کام کرنے والی خواتین کی زندگی کو حسب ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے:۔

"ہماری زندگی پُرمسرت ہے۔ کتنا فرق ہے ہماری زندگی میں اور اس زندگی میں جو ہماری ماؤں نے اپنی جوانی میں گذاری۔ محنت کرتی ہیں، تعلیم حاصل کرتی ہیں اور کتابیں پڑھتی ہیں۔ اس کے علاوہ پبلک اُمور میں حصہ لیتی ہیں اور ریاست کے اہم مسائل میں اپنی مؤثر آواز رکھتی ہیں۔ میں دوبارہ سمرقند کی شہری سوویت کی نائب صدر منتخب ہو چکی ہوں"۔

اُزبکستان کی ایک فنکارہ مکرم ترغون بایوا کہتی ہیں: "ہمارے ملک نے زبردست کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ مثال کے طور پر ہمارے عوام کی ثقافتی کامیابیوں کو ہی لے لیجئے۔

Marfat.com

انقلاب سے پہلے اُزبکستان میں تھیٹر کا نام کس نے سنا تھا؟ یا اس سے پہلے کس شخص نے کسی خاتون کے آرٹسٹ، مدبر یا سائنسدان بننے کی خبر سنی تھی؟ لیکن آج صورتحال بالکل مختلف ہے۔ اب اُزبک خاتون کے سامنے تمام راہیں کھلی ہوئی ہیں۔ وہ اپنی پسند کی راہ اختیار کر سکتی ہے۔

"اسٹیج پر کام کرنے کے علاوہ میں سنگیت کے اسکول میں مشیر کی حیثیت سے بھی کام کرتی ہوں۔ اس اسکول میں تعلیم حاصل کرنے والے لڑکے اور لڑکیاں نہایت تیز اور ذہین ہیں۔ اُن کو دیکھ کر میں کہا کرتی ہوں کہ تم لوگ کتنے خوش قسمت ہو۔ تمہارے سامنے تمام راہیں کھلی ہوئی ہیں۔ تم مطالعہ کر سکتے ہو، کام پر جا سکتے ہو اور لوگوں کو محظوظ کر سکتے ہو۔"

علی شیر نوائی کے خواب حقیقت بن گئے

مسلم مذہبی بورڈ کے نائب صدر قاضی ضیاء الدین بابا خانوف نے مذہبی رہنماؤں کی کانفرنس کو خطاب کرتے ہوئے وسطی ایشیا کی قوموں کی زندگی کے متعلق جو کچھ کہا تھا وہ یہاں درج کیا جاتا ہے:

"سوویت حکومت کے زمانے میں وسطی ایشیا اور کزاخستان کی قوموں نے اپنی ترقی کی راہ میں بڑی کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ ہماری قومیں ترقی پذیر شہروں اور دیہاتوں میں رہتی ہیں جہاں تہذیبی ایوان سکول، یونیورسٹیاں، سائنسی درسگاہیں، تھیٹر، پارک، تعطیل گھر وغیرہ تعمیر کیے گئے ہیں۔

"وسطی ایشیا کی تمام قوموں کے ساتھ مل کر مسلمان فطرت کو ایک نیا روپ دے رہے ہیں۔ وہ صحراؤں کو سیراب کر رہے ہیں۔ وہ اُزبک عوام کے عظیم شاعر اور فلسفی علی شیر نوائی کے سولھویں صدی کے خواب کو حقیقت بنا رہے ہیں۔ اسکے خواب نے اب کہیں جا کر سوویت حکومت کے تحت حقیقت کا لباس پہنا ہے۔ قراقم کے صحرا کو زندگی بھی مل رہی ہے ....."

Marfat.com

محتسب عثمانوف نے ۱۹۵۴ء میں مکہ معظمہ سے واپسی پر اخباری نمائیدوں کو بتایا تھا کہ ہم سوویت دیس کے مسلمان اپنے زرخیز کھیتوں کو محبت اور ولولہ کے ساتھ جوت رہے ہیں۔ ہم نے اپنی آزاد محنت کے ۵۰ سال میں اپنی مادر وطن ـ وسطی ایشیا ـ کی دولتوں کو اپنی محنت سے دوچند کر دیا ہے۔ اور اب اپنی محنت کا پھل کھا رہے ہیں۔ ہماری غذا اور ہمارے لباس نفیس ہو گئے ہیں۔ ہم نے ہزاروں اسکول، یونیورسٹیاں، موسیقی گھر قائم کئے ہیں اور ہم اپنے بچوں کو مادری زبان میں تعلیم حاصل کرنے کیلئے درسگاہوں میں بھیجتے ہیں۔ اب ہمارے پاس صرف اچھے سائنسدان، مغنی اور موسیقار ہی نہیں بلکہ ہم خود اپنی زندگی کے مالک بن چکے ہیں۔

قومی جمہوریتوں کے حقوق کی مزید توسیع

سوویت یونین کی قوموں کی زندگی میں سماجی، معاشی اور ثقافتی تبدیلیوں نے جن کا دائرہ عمل بہت وسیع ہے، کثیر الاقوام سوویت ریاست کی قوموں کے درمیان حقیقی مساوات کی بنیاد کا کام دیا ہے۔ اور یہی وہ بنیاد ہے جو اشتراکی قوموں کی قومیت، قومی جمہوریتوں کی معاشی آزادی اور اُن کے عوام کی سیاسی و ثقافتی پختگی کی نشو و نما کو استحکام بخش رہی ہے۔ چنانچہ اب وسطی ایشیا کی جمہوریتیں خود اپنے یہاں اعلیٰ ترقی یافتہ صنعت، اعلیٰ مشینی اور متنوع زراعت، ہنرمند مزدور، انجینئر اور زراعتی رہنما رکھتی ہیں۔ اور سائنٹیفک بنیادوں پر ترقی کر رہی ہیں۔

زندگی کے نئے حالات نے سارے ملک سے متعلق مشترکہ فرائض اور مشترکہ مفادات کو ہر قوم کی نمایاں خصوصیات اور مفادات کیساتھ ہم آہنگ کرنیکے نئے طریقے سمجھا دیئے ہیں۔ ایسے طریقے جو تمام قوموں کے لئے زیادہ مفید ہیں۔

جیساکہ ہم صفحات ماسبق میں پڑھ چکے ہیں سوویت حکومت نے تمام ایسے اقدامات کئے جن سے

Marfat.com

وہ قومیں جو اپنی معیشت اور ثقافت کے لحاظ سے زیادہ ترقی یافتہ تھیں۔ ان قوموں کی مدد کریں جو پسماندہ رہ گئی تھیں اس طرح اُن کے مابین معاشی اور ثقافتی ترقی کی مساوات کو یقینی بنا دیا گیا۔ آج سوویت حکومت کا کام یہ ہے کہ وہ اشتراکی قوموں کی نہایت موثر باہمی امداد اور اُن کے مشترکہ تخلیقی تعاون کی تنظیم کرے۔

نئے حالات کے تحت جبکہ ہر ایک سوویت جمہوریہ ملک کی معاشی زندگی میں بھرپور حصّہ لے رہی ہے، ان سب کے مابین تخلیقی تعاون زیادہ نتیجہ خیز ثابت ہوگا اور اُن میں سے ہر ایک اپنے مادی ذرائع سے پورا فائدہ اُٹھا سکے گی۔ نیز اپنی اختراعی قوتوں کو بڑھ چڑھ کر بروئے کار لا سکے گی۔

کمیونسٹ پارٹی اور سوویت حکومت حالیہ سالوں میں ریاستی، معاشی، سماجی اور ثقافتی تعمیر کے میدان میں یونینی جمہوریتوں کے حقوق کو وسیع کرنے کیلئے اہم اقدامات کرتی رہی ہیں۔

قومی معیشت کی مختلف شاخوں کی منصوبہ بندی، جمہوریتوں میں سماجی اور ثقافتی اقدامات اور معیشت کے لئے سرمایہ کاری جیسے اہم امور میں ان جمہوریتوں کے حقوق کو کافی حد تک توسیع دی گئی تھی۔

جب قانون سازی کے ضمن میں یونین جمہوریتوں کے حقوق کی توسیع کا مسئلہ سامنے آیا تو ایک قانون وضع کیا گیا۔ جس کی رُو سے یونینی جمہوریتوں میں عدالتوں کی تنظیم اور ضابطہ فوجداری اور ضابطہ دیوانی کے نفاذ سے متعلق قانون سازی کو سوویت یونین کے حلقۂ اختیار سے نکال کر خود یونینی جمہوریتوں کے حلقۂ اختیار میں منتقل کر دیا گیا۔ جمہوریتوں کی عدالہائے عالیہ کے اختیارات اور عدالتی اداروں کے حقوق بہت زیادہ بڑھا دیئے گئے ہیں: اب وہ اعلیٰ ترین اور آخری عدالتیں ہیں جو جمہوریتوں کے شہریوں سے متعلق تمام اُمور کا فیصلہ کرتی ہیں۔

سوویت یونین کی اعلیٰ سوویت کے چھٹے اجلاس نے قومیتوں کی سوویت کے ایک معاشی کمیشن کی تشکیل پر (جو ملک میں اقتدار کے اعلیٰ ترین ادارے کے دو ایوانوں میں سے ایک ہے، اور سوویت یونین کی تمام قوموں کے مفاد کی نمائندگی کرتا ہے) ایک فرمان جاری کیا۔ یہ کمیشن جمہوریتوں کی معاشی، سماجی

Marfat.com

اور ثقافتی تعمیر سے متعلق مسائل کا معقول حل نکالنے کے لئے بنایا گیا تھا۔ ایسا حل جو جمہوریتوں کی مخصوص معاشی اور قومی خصوصیات سے ہم آہنگ ہو۔ اور اُن کے مطالبوں اور ضرورتوں سے مطابقت رکھتا ہو۔ اس کمیشن کی رُکنیت کے لئے ہر یونین جمہوریہ سے اُس کے رقبہ اور اُس کی آبادی کی تعداد ملحوظ نہ رکھتے ہوئے دو افراد لئے جاتے ہیں۔

صنعت و تعمیر کا نظم و نسق جو پہلے متعلقہ وزارتوں اور مخصوص محکموں کے مخصوص شعبوں کے ذریعہ ہوتا تھا اب علاقائی اصول پر انتظامی علاقوں کی معاشی کونسلوں کے ہاتھوں میں منتقل ہوگیا ہے۔ اس سے یونین جمہوریتوں کے حقوق میں بےحد اضافہ ہوا ہے۔

۱۹۵۷ء میں سوویت یونین کی سپریم سوویت کے ساتویں اجلاس نے اس مسئلہ پر ایک خاص قانون منظور کیا جس کی رُو سے ہر یونین جمہوریہ اپنے علاقہ میں معاشی انتظامی حلقے اور اُن حلقوں کے لئے معاشی کونسلیں قائم کرنے کا حق رکھتی ہے۔ اُن کی تعداد اور حدود کا تعین جمہوریتوں کی سپریم سوویت کرتی ہے اس نئی تنظیم پر عمل ہوچکا ہے سوویت یونین کی سرزمین پر ایک سو پانچ معاشی انتظامی علاقے اور اتنی ہی معاشی کونسلیں قائم کی جاچکی ہیں۔ اس تعداد میں سے ۷۰ روسی وفاق میں، ۱۱ یوکرین میں، ۹ کزاخستان میں، ۴ ازبکستان میں اور دوسری یونین جمہوریتوں میں سے ہر ایک میں ایک کونسل تشکیل دی گئی ہے۔ اپنی سرگرمیوں میں یہ معاشی کونسلیں متعلقہ یونین جمہوریتوں کے وزراء کی کونسلوں کے ماتحت ہیں۔ سوویت یونین کے وزراء کی کونسلوں کے ذریعہ معاشی کونسلوں کی رہنمائی کرتی ہے۔ تمام یونین جمہوریتوں کے وزراء کی کونسلوں کے صدر سوویت یونین کے وزراء کی کونسل کے ممبر بنائے گئے ہیں۔

جب معاشی کونسلیں بنائی گئی تھیں تو اُن کی جمہوریتوں کے صنعتی کارخانوں کی بہت بڑی تعداد اُن کے حلقۂ اختیار میں دیدی گئی تھی، کارخانوں کی بہت تھوڑی تعداد جن میں زیادہ تر چھوٹے کارخانے تھے محنت کشوں کے نائبین کی مقامی سوویتوں کے حلقۂ اختیار میں رکھی گئی تھی۔ یونین کی اکثر صنعتی وزارتیں اور

Marfat.com

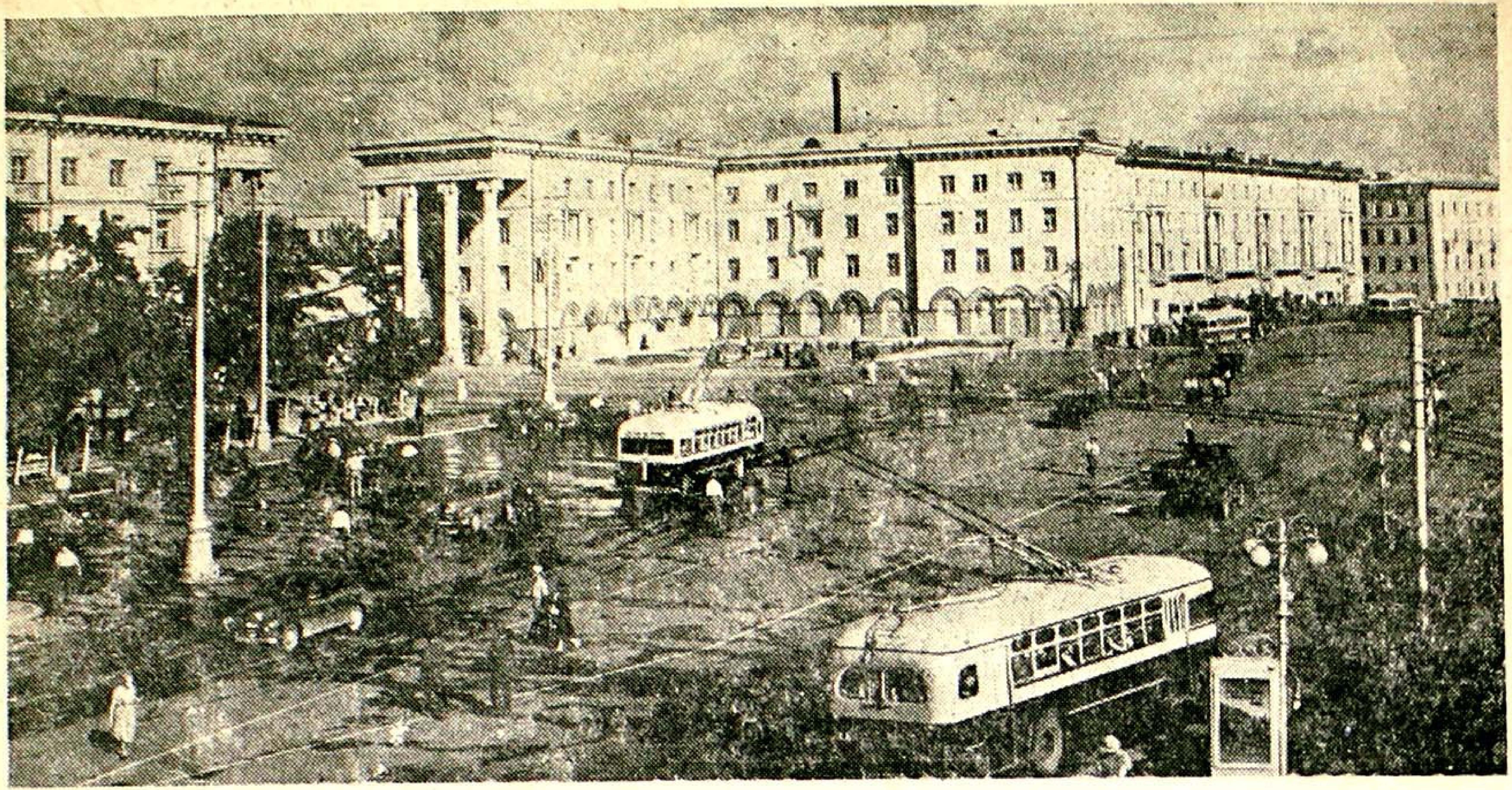

البیرونی چوک ——— تاشکند (ازبک جمہوریہ)

Marfat.com

یونینی جمہوریتوں کی صنعتی وزارتیں ختم کر دی گئی ہیں۔

اس نئی تنظیم نے عام ریاستی امور کو حل کرنے میں ہر جمہوریہ کے فرائض کو بڑھا دیا ہے اور ملک کی قومی معیشت کے انتظام میں یونینی جمہوریتوں اور خود مختار قومی جمہوریتوں کے حقوق کو وسیع کر دیا ہے نیز اشتراکی قوموں کی ثقافتی بالیدگی اور مادی فلاح وبہبود میں مزید ترقی کے لئے سازگار فضا پیدا کر دی ہے۔

سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کے معتمد اول این۔ ایس۔ خروشچیوف نے ان اقدامات کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے سوویت یونین کی اعلیٰ سوویت کے ساتویں اجلاس میں اپنی رپورٹ میں کہا:

"اپنی زبردست معاشی اہمیت کے علاوہ یہ اقدامات خاص سیاسی اہمیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ یہ لینن کی قومی پالیسی پر کاربند ہونے کی راہ میں ایک ایسے نئے اور اہم اقدام کے مظہر ہیں جو ساری اشتراکی تعمیر کے رجحان کا ایک متوقع نتیجہ ہے۔ معاشی تعمیر کے یہ وسیع حقوق جو جمہوریتوں کو ملے ہیں عوام کی اختراعی اور تخلیقی سرگرمی کی زیادہ ترقی، سوویت یونین کے عوام اور قوموں کی مادی اور روحانی قوتوں کی بالیدگی اور ہمارے ملک کی قوموں کے مابین دوستی کے مزید استحکام کا باعث بنیں گے۔"

Marfat.com

امن کی جدوجہد میں سوویت یونین کے مسلمانوں کا حصہ

سوویت یونین کے اہلِ مذہب شہری، جن میں مسلمان بھی شامل ہیں ساری دنیا میں امن کے تحفظ کو اپنا مقدس فرض سمجھتے ہیں۔ سائبیریا اور سوویت یونین کے یورپی حصے کے مسلمانوں کے سربراہ مفتی شاکر خیال الدینوف نے سوویت یونین کے تمام مذہبوں اور مذہبی تنظیموں کی کانفرنس میں جو تحفظ امن کے سلسلہ میں مئی ۱۹۵۲ء میں منعقد ہوئی تھی کہا تھا: "مسلمان علماء سوویت مادرِ وطن کا تحفظ کرنا اپنا مقدس فرض سمجھتے ہیں۔ اور تمام مسلمانوں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ساری دنیا میں امن کے مزید استحکام کے لئے جدوجہد میں عملی حصہ لیں۔ ہم مسلمان بھی سوویت یونین کی دوسری قوموں کی طرح پرامن اور پُرمسرت زندگی کے لئے کوشاں ہیں، کیونکہ انسانوں کی پیدائش دنیا کے تمام فوائد سے بجا طور پر متمتع ہونے اور اپنے مقررہ عہدِ حیات کو امن وآشتی اور مسرت وشادمانی سے گذارنے کے لئے ہوتی ہے۔"

تمام مذہبی مسلم تنظیمیں امن کی جدوجہد میں سرگرمی سے حصہ لے رہی ہیں۔ عالمی امن کونسل کے ماتحت سوویت یونین اور بہت سے دوسرے ممالک کے اندر جن میں ممالکِ مشرق بھی شامل ہیں، امن کمیٹیاں

Marfat.com

قائم ہیں۔ اور ہر سوویت جمہوریہ کی اپنی امن کمیٹی ہے۔ مسلم مذہبی بورڈوں کے رہنما ان پبلک تنظیموں میں سرگرمی سے حصہ لیتے ہیں۔ وسطی ایشیا اور کزاخستان کے مسلمانوں کے سربراہ مرحوم مفتی ایشان بابا خانوف کُل یونین اور اُزبک امن کمیٹیوں کے رکن[1] تھے۔

مسلمان رہنما عالمی امن کونسل کی تمام امن پرور مساعی کی حمایت کرتے ہیں۔ وہ اس کی اپیلوں اور پیغاموں کو دنیا کی قوموں میں مقبولِ عام بناتے اور اُن کے مطالب سوویت یونین کے مسلمانوں کو سمجھاتے ہیں۔ مسلم مذہبی بورڈ کے رہنما مختلف ممالک میں منعقد ہونے والی حامیانِ امن کی عالمی کانگرس میں شرکت کرتے ہیں۔ ۱۹۵۲ء میں تمام مسلم مذہبی مرکزوں کے سربراہوں نے شیخ الاسلام علی زادے کو اقوامِ عالم کی امن کانگریس منعقدہ ویانا میں جس میں ۸۵ ممالک نے شرکت کی تھی' سوویت یونین کے مسلمانوں کا نمائندہ بنا کر بھیجا تھا۔ اِس کانگریس میں بہت سے ممالک کے مسلمان نمائندوں نے شرکت کی تھی۔ شیخ الاسلام علی زادے نے اپنے موقف کی حمایت میں قرآن شریف اور احادیثِ نبویؐ کا حوالہ دیتے ہوئے اعلان کیا تھا:

"میں مسلم ممالک کے تمام مذہبی رہنماؤں اور تمام مسلمانوں سے پُرجوش اپیل کرتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے نبیؐ کے احکام کے مطابق قوموں کے درمیان امن و آشتی کا تحفظ کریں، کیونکہ حق و انصاف کی طاقتیں امن کے محافظوں کے ساتھ ہیں۔ میں اقوامِ مشرق سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنے ممالک کی آزادی اور خود مختاری کا مطالبہ اور تحفظ کریں اور مشرقی قوموں کے علاقوں کو تیسری جنگ کی تیاریوں کے لئے استعمال کرنے کی اجازت نہ دیں۔"

شیخ الاسلام علی زادے کی تقریر کا تمام نمائندوں نے عموماً اور ایشیا اور مشرق کے نمائندوں

---

[1] سوویت حکومت نے مفتی ایشان بابا خانوف کو تحفظ امن کی تحریک میں عملی حصہ لینے اور وطن دوست سرگرمیوں کے صلے میں ۱۹۵۵ میں "محنت کے سرخ جھنڈے" کا تمغہ عطا کیا تھا۔

Marfat.com

ڈاکٹر سوکارنو صدر انڈونیشیا لینن گراد کی جامع مسجد میں

نے خصوصاً پرجوش خیر مقدم کیا۔

وسطی ایشیا اور کزاخستان کے مُسلم مذہبی بورڈ کے نائب صدر قاضی ضیاء الدین بابا خانوف اور سیمی پالاتنسک کی مسجد کے امام۔ خطیب عبدالحکیم عمروف کو تحفظ امن کی سوویت کمیٹی نے اس کانفرنس میں نمائندہ بناکر بھیجا جو بین الاقوامی کشیدگی کو کم کرنے کے لئے اپریل ۱۹۵۵ء میں دہلی میں منعقد ہوئی تھی۔ مختلف ممالک کے نمائندوں نیز ہندوستانی عوام نے سوویت یونین کے مسلمان نمائندوں میں بہت زیادہ دلچسپی لی ہزاروں افراد نے وسطی ایشیا کی قوموں کی کامیابیوں اور سوویت یونین میں مسلمانوں کے نئے حالات زندگی کی تفصیلات دریافت کیں۔

Marfat.com

۶ اپریل کو کانفرنس کے افتتاح کے موقع پر قاضی ضیاء الدین بابا خانوف نے ایشیا اور افریقہ کے نمائندوں کو عربی میں خطاب کیا۔ مشرقی ممالک کے بہت سے نمایندے تحفظ امن اور قوموں کے درمیان باہمی مفاہمت اور پرامن تعاون کو فروغ دینے کے مسائل پر سوویت یونین کے مسلمانوں کے ساتھ اتفاق رائے اور یکجہتی کا ذاتی طور پر اظہار کرنے کیلئے قاضی ضیاء الدین بابا خانوف سے ملنے گئے۔

قاضی ضیاء الدین بابا خانوف اور امام وخطیب عبدالحکیم عمروف نے کمیشن کی کارروائی میں حصہ لیا جس میں قوموں کے درمیان پرامن تعاون کو فروغ دینے میں ایشیا اور افریقہ کی مذہبی انجمنوں کی شرکت سے متعلق مسائل پر غور کیا گیا۔ ایشیا اور افریقہ کے بہت سے ممالک کے مذہبی رہنما اس نتیجہ پر پہونچے کہ تمام مذہبی انجمنوں کو قوموں کے درمیان پرامن بقائے باہمی کے پانچ معقول اصولوں کی حمایت کرنی چاہئے۔ اور امن وآشتی کے لئے نیز ایٹمی اور ہائیڈروجن ہتھیاروں پر پابندی عائد کرانے کے لئے سخت کوشش کرنی چاہیئے۔ اِس کمیشن نے جو قرارداد تیار کی تھی اُسے کانفرنس کے تمام مندوبین نے اتفاق رائے سے منظور کرلیا۔

ہندوستانی پبلک کی درخواست پر قاضی ضیاء الدین نے ۹ اپریل کو دہلی کے شہریوں کے ایک جلسۂ عام کو خطاب کیا جس میں پچاس ہزار افراد نے شرکت کی تھی۔ اور جو کانفرنس کے اعزاز میں منعقد کیا گیا تھا۔ انہوں نے عربی میں تقریر کرتے ہوئے سوویت یونین میں مذہب کی حالت اور تحفظِ امن میں سوویت یونین کے مسلمانوں کی شرکت کو تفصیل سے بیان کیا۔ قاضی ضیاء الدین بابا خانوف اور امام وخطیب عبدالحکیم عمروف نے اپنے قیامِ دہلی کے دوران ہندوستان کے مسلم رہنماؤں سے ملاقاتیں کیں۔ وہ مسجد شاہجہاں دیکھنے گئے جہاں انہوں نے نماز ادا کی اور مسلمانوں کو خطاب کیا۔ دارالعلوم دیوبند بھی انہوں نے دیکھا۔ دہلی کے مسلمانوں نے سوویت نمائندوں سے بہت سے سوالات کئے اور یہ معلوم کرکے دلی مسرت کا اظہار کیا کہ سوویت یونین میں مسلمان خوشحال زندگی بسر کر رہے ہیں۔ دہلی کے بعض مسلم رہنما ضیاء الدین بابا خانوف

Marfat.com

کے والد مفتی ایشان باباخانوف کے ذاتی واقف کار نکلے۔ ضیاء الدین باباخانوف اور عبدالحکیم عمردف نے دہلی کے مسلم رہنماؤں کی ضیافت کی اور مسلم رہنماؤں نے اُن کے اعزاز میں ایک خاص استقبالیہ دیا۔

سوویت مسلمانوں کے نمائندوں نے دہلی میں ہندوستان اور دوسرے ممالک کے بہت سے ممتاز مدبروں اور پبلک رہنماؤں سے ملاقاتیں کیں۔ وہ کل ہند امن کونسل کے صدر ڈاکٹر سیف الدین کچلو سے بھی ملے جو دوبار تاشقند کا دورہ کر چکے تھے۔ اور وسطی ایشیا اور کزاخستان کے مسلم مذہبی بورڈ میں بھی تشریف لائے تھے۔ وہ اس بورڈ کے رہنماؤں سے اچھی طرح واقف ہیں۔

سوویت یونین کے یورپی حصہ اور سائبیریا کے مسلم مذہبی بورڈ کے صدر مفتی خیال الدینوف نے عالمی امن اسمبلی میں جو جولائی ۱۹۵۵ء میں بمقام ہلسنکی منعقد ہوئی تھی۔ سوویت یونین کے مسلمانوں کی طرف سے شریک ہوئے تھے۔ اسمبلی نے قاضی ضیاء الدین باباخانوف کو عالمی امن کونسل کا رکن منتخب کیا۔ جہاں وہ اب سوویت یونین کے تمام مسلمانوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔

قاضی ضیاء الدین باباخانوف نے عالمی امن کونسل کے غیر معمولی اجلاس کی کارروائی میں حصہ لیا جو تخفیف اسلحہ کے سلسلہ میں اپریل ۱۹۵٦ء کے اوائل میں سٹاک ہوم میں منعقد ہوا تھا۔ یہاں انھوں نے اپنی تقریر کے دوران سوویت یونین کے تمام مسلمانوں کی طرف سے اسلحہ سازی کی دوڑ کی مذمت کی۔ اور یہ ثابت کرتے ہوئے کہ یہ نامبارک دوڑ مشرقی ممالک کی قومی آزادی کے لئے ایک خطرہ ہے، تمام مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ تخفیفِ اسلحہ، مختلف ممالک کے درمیان باہمی اعتماد اور بین الاقوامی تعاون پیدا کرنے کیلئے کام کریں۔ عالمی امن کونسل کے غیر معمولی اجلاس میں مختلف ممالک کے مذہبی پیشواؤں اور مذہبی تنظیموں کے نمائندوں کی طرف سے ایک اپیل پڑھی گئی جس میں ان تمام افراد سے جو امن کے حامی ہیں التجا کی گئی تھی کہ وہ امن پسند مساعی کی حمایت کریں جو تخفیفِ اسلحہ کے حصول کی خاطر کی جا رہی ہیں۔ اِس دستاویز اور عالمی امن کونسل کے غیر معمولی اجلاس کی تمام قراردادوں پر سوویت یونین کے لکھوکھا مسلمانوں کے نمائندوں کے دستخط ثبت ہیں۔

Marfat.com

مارچ ۱۹۵۶ء میں قاضی ضیاء الدین باباخانوف نے "بین الاقوامی لینن امن انعام کمیٹی" کے وفد کے ایک رکن کی حیثیت سے شام اور لبنان کا دورہ کیا۔ انہوں نے تحفظِ امن کی سوویت کمیٹی کے صدر این۔ ایس۔ تیخوف اور سوویت یونین کی سائنس اکیڈمی کے مراسلاتی رکن جی۔ وی۔ تسیرتیلی کی معیت میں شام کے ممتاز مذہبی و عوامی رہنما اور عرب دمشق میں تحفظِ امن کی تحریک کے ممتاز نمائندے شیخ محمد الاشمر کی خدمت میں "قوموں کے درمیان فروغِ امن کی مساعی کے اعتراف میں انعام" پیش کیا۔ شام کے وزیرِ اعظم اور وزیرِ خارجہ سعید غازی نے وفد کے اعزاز میں ایک استقبالیہ دیا۔ مہمانوں میں این۔ ایس۔ تیخونوف، ضیاء الدین باباخانوف، جی۔ وی تسیرتیلی، شیخ محمد الاشمر، ارکانِ حکومت نیز پبلک اور مذہبی اداروں کے نمائندے شامل تھے۔

دمشق اور بیروت میں نیز دہلی، قاہرہ اور مدینہ منورہ میں قاضی ضیاء الدین باباخانوف اس بات سے بہت زیادہ متاثر ہوئے۔ کہ مشرق کی قوموں نے سوویت یونین کے بارے میں بہت زیادہ دلچسپی کا اظہار کیا۔

سوویت یونین کے مسلمان ایشیا اور افریقہ کے مسلم عوام کی جدوجہد آزادی میں ہر ممکن طریقہ سے مدد کرتے ہیں۔

مسلمانوں کی مذہبی جماعتوں نے ۱۹۵۶ء کے موسمِ گرما میں برطانیہ، فرانس اور اسرائیل کے حملے کے خلاف مصری عوام کی حمایت کی۔ وسطی ایشیا اور کزاخستان کے مسلمانوں کے مذہبی بورڈ نے اخبارات میں اس سامراجی حملہ کے خلاف احتجاج کیا۔ اور مصری عوام کی پرعزم جدوجہد کا خیر مقدم کیا۔ سوویت یونین کے مسلمانوں نے مصری عوام کو مادی امداد بھی پہنچائی۔ جسکے جواب میں صدر جمال ناصر نے تار کے ذریعہ مصری عوام کی طرف سے سوویت یونین کے مسلمانوں کا شکریہ ادا کیا۔

Marfat.com

ذخیرہ
ادارہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی
لاہور پاکستان

مسلمانوں کی مذہبی تنظیموں کے

بین الاقوامی روابط کی توسیع

مختلف ملکوں کی مذہبی تنظیموں میں مشترکہ روابط قوموں کے درمیان پُرامن تعاون کی توسیع اور امن کے نصب العین کی مضبوطی کے لئے بہت بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔

جونہی گذشتہ جنگِ عظیم ختم ہوئی سوویت یونین کے مسلمانوں اور اُن کے مذہبی رہنماؤں نے قوموں کے مابین پُرامن تعاون اور مفاہمت کو توسیع دینے کی حمایت کی۔ مئی۔ جون ۱۹۴۵ء میں تفقاز کے شیخ الاسلام علی زادے تفقاز کے مسلم علماء کی ایک جماعت کے ساتھ شیخ الاسلام ملایر کی دعوت پر ایران پہونچے۔ شیخ اسلام علی زادے اور اُن کے رفقاء جہاں جہاں گئے، ہزاروں ایرانی مسلمانوں نے اُن کا خیر مقدم کیا۔ جن جن مساجد میں شیخ الاسلام علی زادے نے تقاریر کیں وہ سامعین سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھیں۔ اور جس گھر میں یہ معزز مہمان ٹھہرے وہاں لوگوں کا تانتا لگا رہا۔

شیخ الاسلام علی زادے کی ملاقات بہت سے ممتاز زعمائے اسلام، ریاستی حکام، عوامی شخصیات، دانشوروں، اخباری نمائندوں اور عام مسلمانوں سے ہوئی۔

Marfat.com

شیخ الاسلام علی زادے کو ایران کے شاہ رضا شاہ پہلوی نے اپنے محل میں بُلایا اور اُن سے بہت دیر تک گفتگو کی۔

۱۹۵۰ء میں مفتی ایشان بابا خان کی دعوت پر جو اُس وقت وسطی ایشیاء کے مسلمانوں کے سربراہ تھے، البانیہ کے مسلم علماء کا ایک وفد، مفتی حافظ موسیٰ حاجی علی کی سربراہی میں سوویت یونین آیا۔

اگرچہ مسلم شخصیتوں کے وفود کا ایسا مبادلہ ہمیشہ ہوتا رہا ہے لیکن حالیہ سالوں میں یہ بڑھ

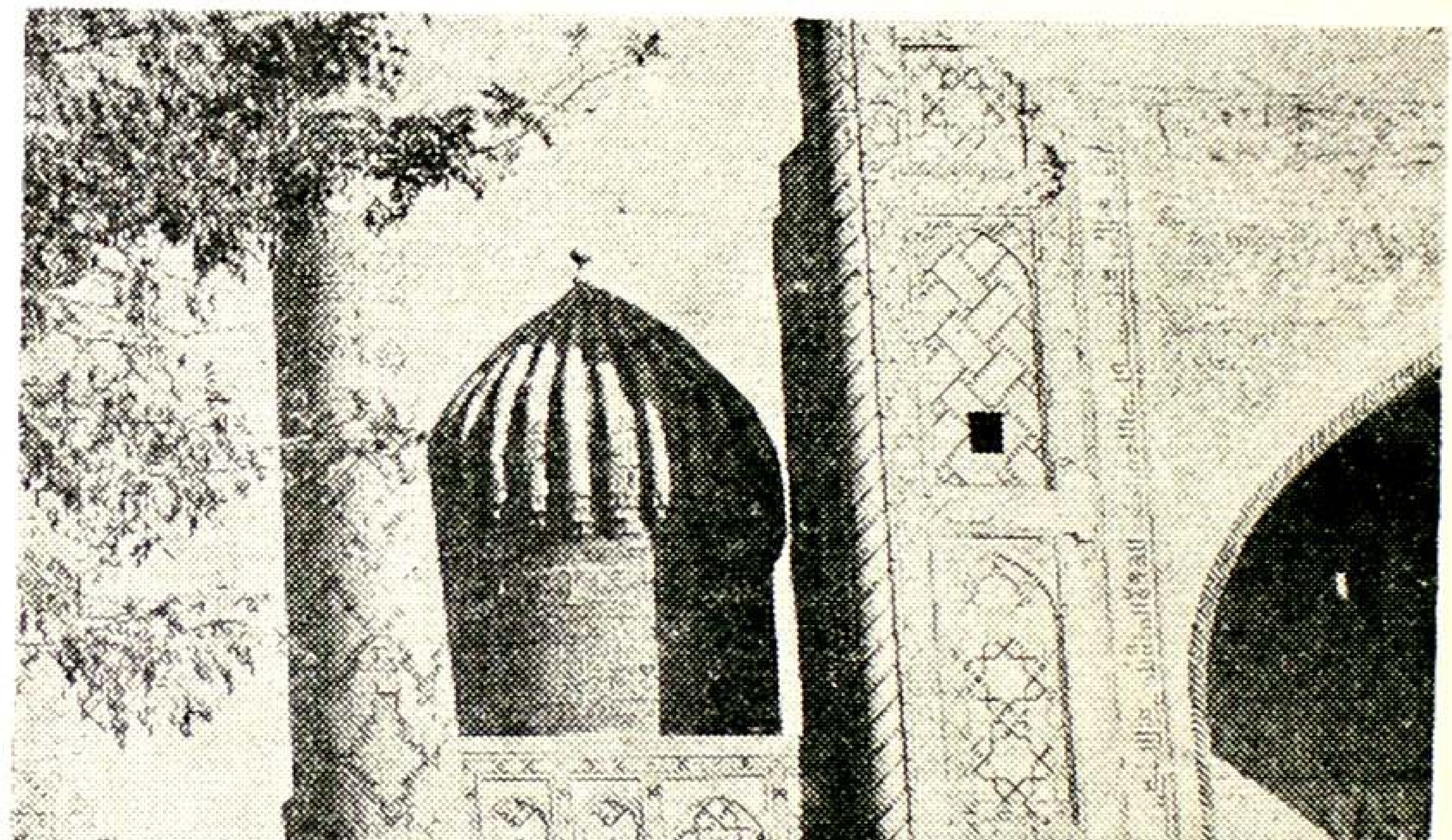

انڈونیشیا کے مسلم رہنماؤں کا ایک وفد علاقہ ریگستان کے مدرسہ شیر دور میں ۔ (اکتوبر ۱۹۵۶ء)

Marfat.com

گیا ہے۔

مثلاً وسطی ایشیا اور کزاخستان کے مسلمانوں کے مذہبی بورڈ کی دعوت پر جمہوریہ انڈونیشیا کے ممتاز مسلم اکابرین کا ایک وفد ۱۹۵۶ء کے موسم خزاں میں تین ہفتے کے لئے سوویت یونین آیا۔ اس وفد کے سربراہ علیم کیالی ہاجا ایم سعید تھے۔ ارکین وفد میں انڈونیشیا کے مختلف علاقوں کے ممتاز رہنما اور مختلف سیاسی جماعتوں کے نمائندے تھے۔

انڈونیشیا کے مسلم مہمان نہ صرف سوویت یونین کے مسلمانوں کی مذہبی زندگی سے بلکہ سوویت مسلم قوموں کی اُن کامرانیوں سے بھی واقف ہوئے۔ جو انہوں نے سوویت اقتدار کے دوران سماجی معاشی اور ثقافتی شعبوں میں حاصل کی ہیں۔ یہ مہمان پہلے اُزبک سوویت اشتراکی جمہوریہ میں گئے اور اس کے بعد انہوں نے تاجکستان ماسکو اور لینن گراد دیکھا۔ انہیں اپنی مرضی کے مطابق ہر چیز دیکھنے کا موقع ملا۔ سوویت عوام نے انڈونیشیا کے ان نمائندوں کا خیر مقدم ہر جگہ اپنے عزیز مہمانوں کی طرح کیا۔

وفد کے ایک رکن سہاری حتیب نے اخباری نمائندوں سے کہا: "ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ سوویت یونین کے مسلمان پوری آزادی کے ساتھ اپنے مذہبی فرائض ادا کرتے ہیں اور یہ حقیقت بعض حلقوں کے پھیلائے ہوئے اس بہتان کی تردید کرتی ہے کہ سوویت یونین کے مسلمانوں کو خدا پر یقین رکھنے اور مذہبی فرائض ادا کرنے کی ممانعت ہے۔ سوویت یونین کے دوسرے شہریوں کی طرح مسلمانوں کو بھی سوویت یونین کے قوانین اور آئین کے عطا کردہ حقوق حاصل ہیں۔

"سوویت یونین کے دورے میں ہمیں صنعتی اداروں، اجتماعی فارموں، فیکٹریوں، لائبریریوں، عجائب گھروں، اعلیٰ تعلیمی اداروں اور زراعتی و صنعتی نمائشوں میں جانے کا پورا موقعہ ملا۔

"ہر چیز جو ہم نے دیکھی وہ سائنس اور صنعت و حرفت کے میدان میں سوویت عوام کی زبردست ترقی کا ثبوت دیتی ہے اور محنت کی اُس زبردست سرگرمی کا مظہر ہے جس پر ریاست اور اسکے

عوام بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں۔

"... تاشقند ٹیکسٹائل مل میں ہمیں جا کر معلوم ہوا کہ سوویت صنعتی کارخانے اپنے مزدوروں کی خوشحالی کو یقینی بنانے کے لئے ہر ضروری سامان وافر مقدار میں فراہم کرتے ہیں۔ اجتماعی فارم کا نظام کسانوں کو نہایت معقول پیمانہ پر ضروریات زندگی مہیا کرتا ہے۔ اور انسان کے ہاتھوں انسان کی لوٹ کھسوٹ کو ناممکن بنا دیتا ہے۔ یہ نظام دوستی اور امداد باہمی کا جذبہ اُبھارتا ہے۔ تقسیم پیداوار کا نظام، جو معاشرے کے ہر رکن کی محنت کے نتائج پر موقوف ہے۔ ہماری رائے میں ایک عادلانہ نظام ہے جو مسلسل طور پر پیداوار کی افزائش اور مزدوروں کی فلاح و بہبود کا محرک ہے۔

" ہمیں یقین ہے کہ سوویت یونین میں ہمارے وفد کی آمد نہ صرف ان دو ملکوں کے مسلمانوں کے درمیان دوستانہ تعلقات کو ترقی دیگی بلکہ انڈونیشیا اور سوویت یونین کی تمام قوموں کے لئے نہایت مفید ثابت ہوگی۔"

مفتی خیال الدینوف کی طرف سے دی ہوئی الوداعی پارٹی پر وفد کے سرکاری نمائندے نصیر الدین لطیف نے فرمایا،

" انڈونیشیا چھوڑنے سے قبل ہی ہم سمجھتے تھے کہ سوویت یونین میں انڈونیشیا کے مسلم وفد کا سفر دونوں ملکوں کے لئے مفید ہوگا۔ سب سے پہلا فائدہ اس سفر سے یہ ہوا کہ انڈونیشیا اور سوویت یونین کے مسلمانوں کے درمیان دوستانہ روابط قائم ہوگئے۔ مزید برآں ہم خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر سکے کہ سوویت عوام کس قسم کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ آپ کے عظیم ملک میں ہمارے تین ہفتے کی سیاحت نے اس مقولہ کو صحیح ثابت کر دیا کہ "دیکھنا بمنزلہ یقین کرنے کے ہے۔"

" ہمیں سوویت یونین کے عوام کی زندگی کے تمام پہلوؤں سے واقفیت حاصل کرنے کا موقعہ ملا۔

Marfat.com

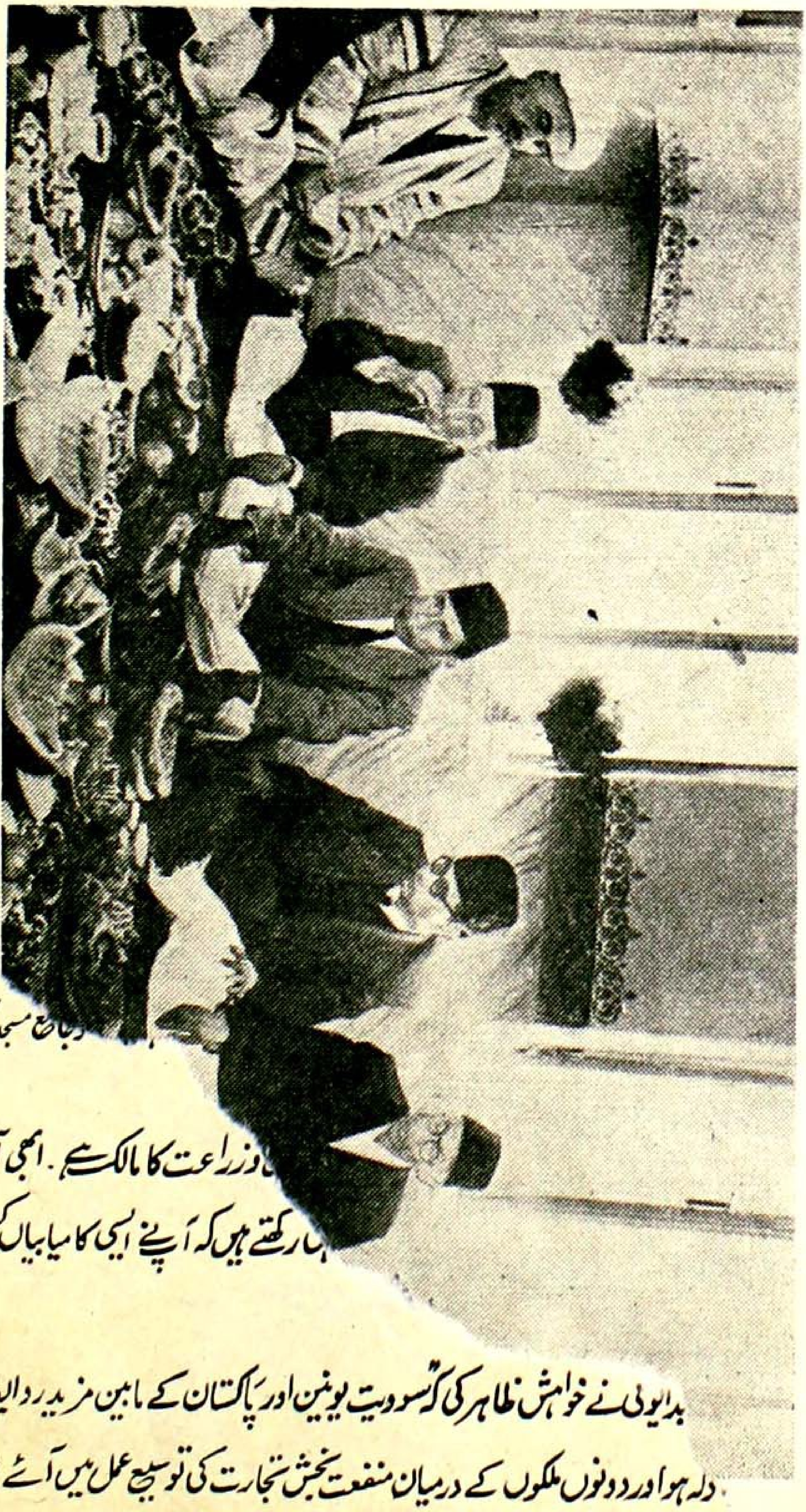

ر جامع مسجد کے امام د

ں وزراعت کا مالک ہے۔ ابھی آپ نے

ار رکھتے ہیں کہ آپنے ایسی کامیابیاں کس طرح

بدایونی نے خواہش ظاہر کی کہ "سوویت یونین اور پاکستان کے مابین مزید روابط قائم ہوں

دلہ ہو اور دونوں ملکوں کے درمیان منفعت بخش تجارت کی توسیع عمل میں آئے"۔

براہ مولانا بدایونی نے اپنے وطن واپس لوٹنے سے پہلے کہا:

Marfat.com

"جمعیت علماء پاکستان اس لحاظ سے بہت خوش قسمت ہے کہ پاکستان میں سب سے پہلے اسکے نمائندوں کو سوویت یونین کے مسلمانوں نے یہاں پر آنیکی دعوت دی۔ خدا کا شکر ہے کہ کئی ہزار میل کا سفر طے کرنیکے بعد جب ہم یہاں پہونچے تو ہم نے ہر جگہ سوویت عوام کے دلوں میں پاکستان کے مسلمانوں کے لئے محبت اور گرم جوشی پائی اور ہم جہاں بھی گئے ہمیں عزت و احترام سے خوش آمدید کہا گیا۔ علمائے کرام عوام اور وزراء نے ہمارا ایسا پر تپاک خیر مقدم کیا کہ ہم اس کو کبھی نہیں بھول سکتے۔ ہمیں یقین ہے کہ پاکستانی عوام کی طرف سوویت عوام کا رویہ بے انتہا مخلصانہ اور پر محبت ہے۔

"ہم یہاں تین ہفتے رہے لیکن اس دوران میں ہم نے کبھی اجنبیت محسوس نہیں کی۔ اس عرصے میں ہم نے نہ صرف مسلمانوں کی مذہبی زندگی سے بلکہ اس ملک کی صنعت، تجارت، زراعت اور سائنسی اداروں سے بھی واقفیت حاصل کی۔ اس ملک کی زندگی سے اپنی ہمہ گیر واقفیت کی بنا پر ہم اس نتیجے پر پہونچے ہیں کہ سوویت یونین واقعی زندگی کے تمام شعبوں میں عظیم ترقی کے راستے پر گامزن ہے

"ہم یہاں بہت سی مساجد میں گئے اور ہم نے بزرگان اسلام کے بہت سے مقبروں کی زیارت کی۔ یہ دیکھ کر ہمیں خاص طور پر خوشی ہوئی کہ نہ صرف وسطی ایشیا میں بلکہ ماسکو اور لینن گراد جیسے شہروں میں بھی مساجد ہیں جن میں مسلمان نماز پڑھتے ہیں۔"

ایک استقبالیے کے موقع پر جو پاکستانی علماء کے اعزاز میں دیا گیا تھا سوویت یونین میں متعینہ پاکستانی سفیر مسٹر اختر حسین نے کہا:

"مشرقی روایات کے مطابق اگر کسی کام کی ابتداء مذہبی دعاؤں سے ہو تو اس میں ضرور کامیابی ہوتی ہے۔ سوویت یونین اور پاکستان کے عوام کی دوستی کو مستحکم کرنیکے لئے پاکستانی علمائے اسلام نے ہمیں دعائے خیر و برکت دی ہے۔ اب اس مقصد میں ضرور کامیابی ہوگی۔"

مستقبل قریب میں مسلمانوں کی مذہبی جماعتوں کو افغانستان، ہندوستان اور دوسرے ملکوں کے مسلم مذہبی اکابرین کی آمد کی توقع ہے۔ ان کی آمد امن کے نصب العین کے لئے مفید ثابت ہوگی اور

Marfat.com

قوموں کے درمیان دوستانہ تعاون کو مضبوط بنائے گی۔

حکومتی اور عوامی زعماء کے بیرونی وفود، سائنس و ثقافت کے نمائندے مختلف ملکوں کی ٹریڈ یونین اور نوجوانوں کے اداروں کے اراکین جن میں مسلم مشرق کے نمائندے بھی شامل ہیں، اکثر سوویت یونین میں وارد ہوتے ہیں۔ بہت سے وفود وسطی ایشیا کی سوویت اشتراکی جمہوریتوں کی سیاحت کرنے کی خواہش ظاہر کرتے ہیں۔ چنانچہ پچھلے دو سال میں ۳۰۰ سے زیادہ وفود ازبکستان آئے۔ ان میں ۱۰۵ وفود مشرق قریب، مشرق وسطیٰ اور جنوبی ایشیا کے ممالک سے تعلق رکھتے تھے۔ ان سیاحوں سے وہ کس طرح متاثر ہوئے ؟

ان بیرونی مہمانوں نے خاص طور پر اُن کامرانیوں کی بہت تعریف کی ہے جو وسطی ایشیا کی سوویت جمہوریتوں میں بسنے والی قوموں کو حاصل ہوئی ہیں۔

ذیل میں جمہوریہ انڈونیشیا کے صدر سوکارنو کے الفاظ درج کئے جاتے ہیں، جو انہوں نے ۱۹۵۶ء کے موسم گرما میں سوویت یونین کا دورہ ختم کرنے کے بعد فرمائے تھے :۔

"تاشقند میں ہمارا قیام بہت مختصر تھا لیکن اُسنے بہترین تاثرات چھوڑے۔ ہم نے معیشت صنعت و ثقافت کے شعبوں میں اُزبک جمہوریہ کی کامرانیاں اور عوام کی مادی فلاح میں ترقی کا مشاہدہ کیا۔ جس چیز نے ہم کو سب سے زیادہ متاثر کیا وہ یہ ہے کہ اُزبکستان اور تاشقند میں ہم ایسے عوام سے ملے جو نئے سماج کی تعمیر میں سرگرم عمل ہیں۔"

شام کے عوامی رہنما شیخ محمد الاشمسنر جو سوویت یونین کے مسلمانوں کے حالات زندگی کا مطالعہ کرنے کی غرض سے یہاں آئے تھے، شام کے اخبار " الطلیہ " کے نامہ نگار کو انٹرویو دیتے ہوئے بتایا : "کہ میں سوویت یونین کے نظام حکومت کو دیکھ کر خوش ہوا۔ سوویت نظام کی تعریف کرنی ہی پڑتی ہے جسنے تمام قوموں کو عبادت کی آزادی، عقیدے کی آزادی اور خیال کی آزادی دی ہے۔

Marfat.com

میں صمیمِ قلب سے اِس بات کا متمنّی ہوں کہ ہمارے ملک کے مسلمانوں کے لئے ایسے ہی سامانِ زندگی فراہم ہو جائیں جیسے سوویت یونین کے مسلمانوں کو حاصل ہیں"۔

سوویت یونین کی سیاحت کے دوران فرانسیسی سوڈان کے مامادو دیرانے کہا : " ہم نے اُزبکستان میں ترقی یافتہ صنعت، زراعت اور اعلیٰ تہذیب و ثقافت کا مشاہدہ کیا۔ ہم بیگووات کے دھات کاری کے پلانٹ، فرہاد پن بجلی گھر، تاشقند میں سوتی کپڑے کے کارخانے اور زرعی مشینیں بنانے والے کارخانوں کی جسامت اور اُن کی فنّی تکمیل کو دیکھ کر ششدر رہ گئے۔ ہم نے یہاں اُزبک فنّی دانشوروں کا طبقہ اور اعلیٰ ہنرمند صنعتی مزدوروں کا مقامی عملہ بھی دیکھا۔ ماضی کے اُزبکستان اور موجودہ اُزبکستان میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اُس کی سابقہ حالت ایک افریقی ملک سے کچھ زیادہ بہتر نہیں تھی اور وہ ٹھیٹ قسم کی نوآبادی کا نمونہ تھا۔

"یہاں جو کامیابیاں حاصل کی گئی ہیں وہ اِس بات کا مدلل ثبوت فراہم کرتی ہیں کہ سوویت نظام کی بدولت اور قوموں کے درمیان مساوات اور برادرانہ تعاون کی وجہ سے چھوٹی اور سابقہ پسماندہ قوموں کے لئے تیز رفتار معاشی اور تہذیبی ترقی کے نمایاں مواقع فراہم ہیں"۔

ایک دوسرے مشرقی ملک کے وفد نے اخباری نمائندوں کے سامنے حسبِ ذیل بیان دیا :

" زارشاہی کی سابقہ جاگیردارانہ نوآبادی ناقابلِ شناخت حد تک تبدیل ہو چکی ہے۔ آج کا اُزبکستان صنعتی طور پر ترقی یافتہ اور خوشحال جمہوریہ ہے۔ مفت طبّی امداد، نئے رہائشی مکانات، تہذیبی ایوان اور اسکول وغیرہ اِس بات کا ثبوت ہیں کہ سوویت ریاست عوام کی فلاح و بہبود کا کتنا خیال رکھتی ہے۔

" یہ بات بالکل واضح ہے کہ ناخواندگی اور بیروزگاری اب قصۂ پارینہ بن چکے ہیں اور سب کے فوائد تمام لوگوں کو ہر قسم کے حادثات کی صورت میں حاصل ہوتے ہیں۔

Marfat.com

"ہم اُزبکستان کی مساجد میں گئے جہاں ہمیں سینکڑوں نمازی ملے اور ہم نے مذہبی رہنماؤں سے گفتگو کی جس سے ہم پر واضح ہو گیا کہ سوویت یونین میں مسلمانوں کو مذہبی آزادی حاصل ہے۔"

الجزائر کے سابق میئر جنرل پال توبار دجنہوں نے سوویت اُزبکستان میں جا کر وہاں کی زندگی کا خود مطالعہ کیا تھا، اپنی کتاب "اُزبکستان کی سوویت جمہوریہ" میں حسب ذیل خیالات کا اظہار کرتے ہیں

"موجودہ زمانہ نوآبادیاتی طاقتوں کے لئے جو آجکل عاقبت اندیشی سے دست کش ہو کر مظلوم قوموں کو آزاد کرنے پر تیار نہیں ہیں نہایت ہی نازک زمانہ ہے۔ اِس مسئلہ کو حل کرنے کا سوویت یونین نے جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ قابلِ مطالعہ ہے۔ اُزبکستان کی مثال پر غور کرنا ضروری بھی ہے اور دانشمندانہ بھی۔ یہاں کسی زمانے میں چٹیل میدان تھے لیکن اب سال میں دو سے زیادہ فصلیں پیدا کی جاتی ہیں۔ یہاں کی آبادی ایک زمانے میں بڑی پسماندہ تھی لیکن اب اُسے تمام ثقافتی نعمتیں حاصل ہیں۔ وسطی ایشیا کے اِس دُور اُفتادہ علاقے میں نظامِ نو نے کپاس کے لئے پانی اور عوام کے لئے آزادی فراہم کردی ہے"

سوویت وسطی ایشیا کا دورہ کرنے والے اکثر غیر ملکی، مسلم مذہبی بورڈ میں تشریف لائے ہیں۔ اِن میں قوموں کے درمیان قیامِ امن کی کوشش کے صلہ میں لینن انعام سے سرفراز ہونے والے محترم ہیولٹ جانسن اور کچلو ہند۔ امن کونسل کے صدر ڈاکٹر سیف الدین کچلو اور دنیا کے مختلف ممالک کے دیگر مذہبی اور عوامی رہنما شامل ہیں۔

کزاخستان اور وسطی ایشیا کے مسلم مذہبی بورڈ کی ملاقاتیوں کی کتاب میں اس قسم کے مہمانوں نے اپنے تاثرات مختلف زبانوں میں درج کئے ہیں۔ یہ حضرات سوویت وسطی ایشیا کے مسلمانوں کی زندگی کا مطالعہ کرنے کی غرض سے مختلف ممالک سے آئے تھے۔ چند اقتباسات درجِ ذیل ہیں:-

"میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس ازبک شہر میں آپ مسلمانوں سے مل کر اور آپ کی مساجد اور دوسری چیزوں کو دیکھ کر مجھے بڑی ہی مسرت ہوئی ہے۔ ہمیں بتایا گیا تھا کہ سوویت یونین میں نہ تو اسلام باقی ہے اور

نہ کوئی دوسرا مذہب ۔ لیکن میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ انقلاب کے بعد بھی سوویت یونین میں مذہب زندہ ہے۔ میں نے لوگوں کو مساجد میں نماز پڑھتے دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ قرآن پاک اور دوسری اسلامی مقدس کتابوں کو کیسی محبت اور احترام کیساتھ رکھا جاتا ہے ۔ آخر میں میں ڈوااماموں اور تمام مسلمانوں کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے حقیقت حال جاننے میں ہماری مدد کی اور ہمارا پُرخلوص خیر مقدم کیا۔"

آپ کا ہم مذہب ایم سلیم ۔ ابوبکر ۔ سابق نائب میئر کولمبو ۔ کرن میونسپل کاؤنسل ۔ کولمبو

سیلون کا پارلیمنٹری وفد جو اپریل ۱۹۵۰ء میں مذہبی بورڈ دیکھنے کے لئے آیا تھا ۔ اُسکے تاثرات کی ترجمانی حسب ذیل الفاظ میں کی گئی ہے :۔

" میں نے یہ مسجد اور لائبریری دیکھی ۔ میں اُن عظیم خدمات سے بہت متاثر ہوا جو مسلمانوں کا مذہبی بورڈ سرانجام دے رہا ہے ۔ خدا کی رحمت ہو مذہبی بورڈ کے اراکین اور ازبکستان کے عوام پر ! "

محمد علی ممبر پارلیمنٹ سیلون ۲۲ اپریل ۱۹۵۰ء

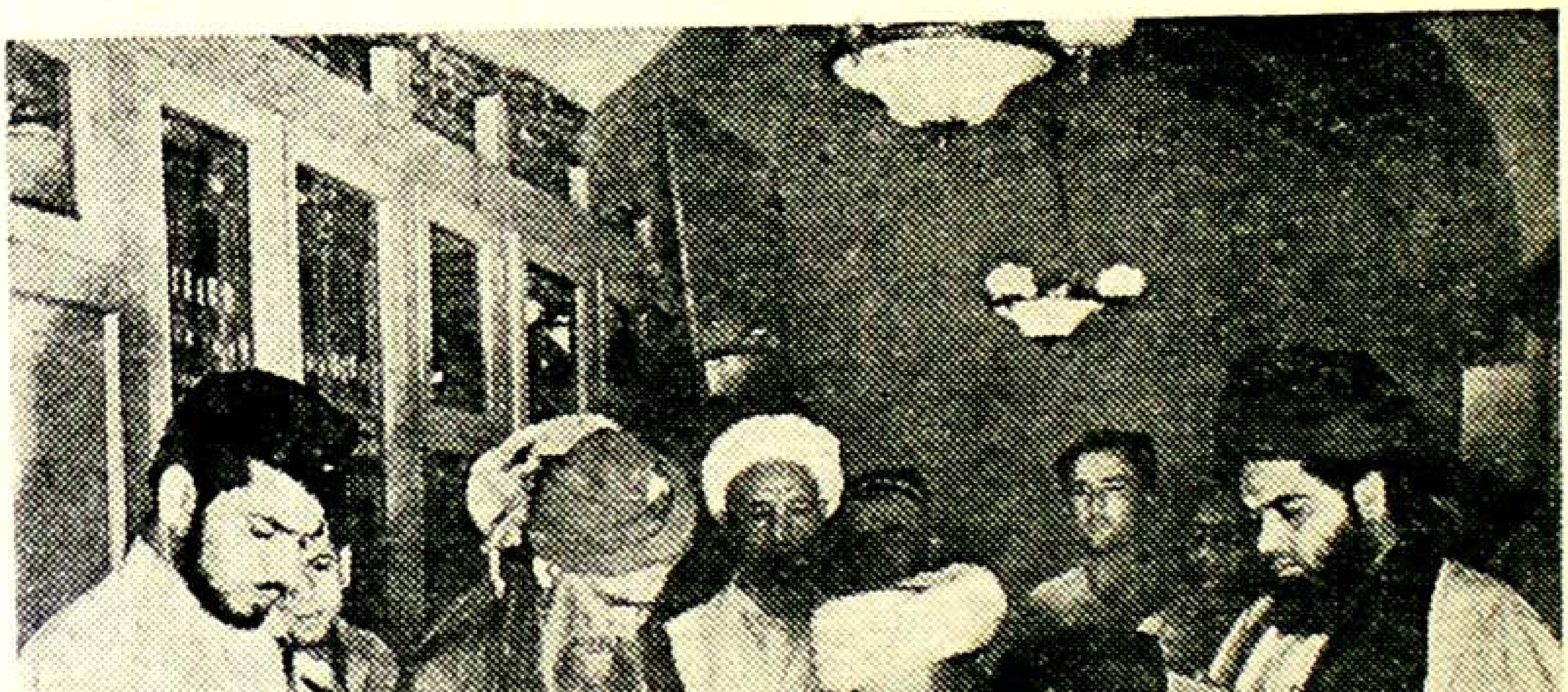

پاکستانی علماء کا وفد وسط ایشیا اور کزاخستان کے مسلم مذہبی بورڈ لائبریری میں ۔

Marfat.com

" مجھے مذہبی رہنماؤں سے گفتگو کر کے بڑی مسرت ہوئی اور میں نے مذہب و ثقافت کی اس حسین سرزمین میں جو کچھ دیکھا اُس سے میں بہت محظوظ ہوا "

پی کاندیہ

رکن پارلیمنٹ سیلون ۲۲ اپریل ۱۹۵۶ء

انڈونیشیا سے آئے ہوئے مسلمانوں نے حسبِ ذیل عبارت تحریر کی :-

" سوویت یونین کے مسلمانوں کی ترقی اور فلاح و بہبود کے متعلق سوویت یونین میں تمام مذاہب کی آزادی کے متعلق اور ریاست سے مذہب (چرچ) کی علیحدگی اور مذہب سے تعلیم کی علیحدگی کے متعلق نیز اس امر کے متعلق کہ موخرالذکر کا اطلاق بخارا مدرسہ جیسے دوسرے خصوصی مذہبی اسکولوں پر نہیں ہوتا، معلومات حاصل کرنا تمام ممالک کے مسلمانوں کیلئے نہایت ضروری ہے "

" رتوریہی، نوربودین گراہنھ، طاہر طیب "

" جب ہم ورق اُلٹتے ہیں تو ہم انڈونیشی زبان میں ایک تحریر دیکھتے ہیں۔ یہ ریلوے مزدوروں کے وفد کے رہنما، مسٹر سوبیردی اور اُن کے دوستوں نے لکھی تھی :-

" ہم انڈونیشیا کے ریلوے مزدوروں کے وفد کے ارکین مئی ۱۹۵۶ء میں سوویت وسطی ایشیا گئے تو ہم نے مسلمانوں کا مذہبی بورڈ بھی دیکھا۔ جسکے بعد ہمارے تاثرات یہ تھے کہ سوویت یونین میں عام طور پر مذہبی آزادی ہے اور یہ کہ سوویت یونین کی حکومت مذہب کی مزید ترقی کیلئے تمام مواقع اور امداد مہیا کرتی ہے "

برما کے ایک مسلمان کا ایک مختصر نوٹ درج ذیل ہے :-

" وسطی ایشیا کے مفتی سے شرفِ ملاقات حاصل کر کے اور اس بات کا یقین کر کے مجھے بڑی مسرت ہوئی کہ مسلمانوں کو تمام مذہبی فرائض ادا کرنے کی آزادی ہے اور یہ بات جان کر مجھے اور زیادہ مسرت ہوئی ہے کہ مسلمان امن کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں " " تاکن یوئی "

سوویت یونین کا دورہ کرنے والے تمام غیر ملکی باشندے یہ بات عملاً محسوس کرتے ہیں کہ سوویت عوام

Marfat.com

مشرق کی قوموں اور ساری دنیا کی قوموں کیساتھ پُرامن تعاون اور امن و آشتی کیلئے خلوص دل سے کوشاں ہیں۔

شیخ محمد الاشمہ نے شام کے ایک اخبار "الطلیعہ" کے نامہ نگار کو بتایا کہ "سوویت یونین کمزور قوموں کی مخلص محافظ ہے۔ وہ اُن کی دوست اور مخلص رفیق ہے۔"

مشرق کے تمام ممالک کے ترقی پسند عوام پر یہ حقیقت واضح ہوتی جا رہی ہے۔

پاکستان کے وفد علماء کے نائب سربراہ راغب احسن نے اس طرح اظہار خیال کیا:۔

"سوویت یونین کی زندگی کے مختلف نظاموں، قوموں اور ثقافتوں کی بقائے باہمی کے نظریہ کی حمایت کرتی ہے۔ روس پہلا ملک ہے جسے دُنیا کے سامنے یہ ثابت کرنے کا نادر موقع ملا ہے کہ آزاد اور

تاشقند علماء پاکستان کا وفد عید الضحیٰ پر مدرسہ بارک خاں میں (۱۹۵۷ء)

Marfat.com

خود مختار قوموں کا جو مختلف مذہب، مختلف ثقافت اور مختلف نظامِ حکومت رکھتی ہوں، آپس میں مل جل کر زندگی بسر کرنا ممکن ہے۔ سوویت قوموں کی باہمی دوستی اُس کا بہترین ثبوت ہے۔"

"پاکستانی وفد جو سوویت یونین دیکھنے آیا ہے وہ یہاں کی قوموں کے لئے دوستی، ہمدردی اور خیرسگالی کا جذبہ رکھتا ہے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ عظیم روسی عوام اور سوویت یونین جو نوآبادیاتی نظام اور سہنشاہیت سے مشرقی قوموں کو نجات دلانے کے حامی ہیں، پاکستان کے لئے ایسے ہی جذبات رکھتے ہیں۔

مصر کا روزنامہ "الاخبار" لکھتا ہے کہ "روس قوموں کے ضمیر، اُن کے حقوق اور آزادی کو خریدنے کی کوشش نہیں کرتا۔ روس تمام قوموں کی جانب دستِ تعاون بڑھاتا ہے اور کہتا ہے کہ قوموں کو اپنی تقدیر کا فیصلہ خود کرنا چاہیئے اور وہ اُن کے حقوق اور اُمنگوں کا احترام کرتا ہے اور اُن سے کسی فوجی معاہدے یا بلاک کی شرکت کا خواہاں نہیں۔"

ہمیں یقین ہے کہ مصری قوم کے نمائیندے نے مذکورہ بالا الفاظ میں اس کلی اعتماد کی صحیح توجیہہ کی ہے جو مشرقی ممالک کے عوام سوویت یونین پر رکھتے ہیں۔ سوویت یونین کی قومیں اِس اعتماد کو نوآبادیاتی نظام کے خلاف اور دُنیا کی تمام قوموں کیساتھ دوستی اور مساوات کیلئے سوویت یونین کی دیرینہ پُرعزم جدوجہد کا قابلِ قدر اعتراف سمجھتی ہیں۔ مشرقی اقوام کی طرف سے سوویت قوموں کی پُرامن مساعی کے اعتراف اور اُن پر اعتماد کی وجہ سے سارے سوویت عوام میں بجا طور پر فخر کا احساس پیدا ہوا ہے۔ سوویت قوموں کی پرورش بین الاقوامیت، امن و آزادی اور اپنی ملکی ترقی کے لئے لڑنے والی قوموں کی قوم پرورانہ اُمنگوں کیساتھ گہری ہمدردی کی فضا میں ہوئی ہے۔

سوویت یونین کی قومیں، جن میں سوویت مشرق کی قومیں بھی شامل ہیں، یہ چاہتی ہیں کہ مختلف قوموں اور نسلوں کے عوام اور مختلف ممالک کی اقوام اپنی محنت، سائنس، انجینئرنگ اور فنون کی کامیابیوں کے تجربات میں ایک دوسرے کو حصہ دار بنائیں تاکہ وہ امن و آشتی اور دنیا کی تمام قوموں کی ترقی و فلاح کے لئے روحانی اور مادی اقدار کی تخلیق میں مشترکہ مساعی سے کام لے سکیں۔

Marfat.com